الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۷ جمعۃ المبارک ۱۱راگست ۲۰۰۰ء شمارہ ۳۲

۱۱رجمادی الاولیٰ ۱۴۲۱ہجری ☆ ۱۱رظہور ۱۳۷۹ہجری شمسی

نیک بات کا ابلاغ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ اس شخص کو شاداب رکھے جس نے میری بات سنی اور اسے یاد رکھا اور ان لوگوں تک پہنچایا جنہوں نے وہ بات مجھ سے نہیں سنی۔ تین باتوں میں مومن کا دل خیانت نہیں کرتا۔ اللہ کے لئے اخلاص سے عمل کرنا، اپنے ائمہ کی خیر خواہی کرنا اور جماعت کے ساتھ چمٹے رہنا۔

(سنن ترمذی کتاب العلم باب الحث علی تبلیغ السماع)

باجماعت نماز تہجد، دعاؤں اور ذکر الٰہی کا مبارک ماحول

یَاتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ وَیَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ کے الہامات کی صداقت اور للّٰہی اخوت و محبت کے شاندار نظارے

جماعت احمدیہ برطانیہ کے ۳۵ویں جلسہ سالانہ میں ۲۳ ہزار ۴۰۷ افراد کی شرکت

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے روح پرور خطابات

اللہ تعالیٰ کی نصرت کے نشانات اور موسلادھار بارش کی طرح برسنے والے افضال و انعامات کا ایمان افروز تذکرہ

آٹھویں عالمی بیعت کی تقریب سعید میں صرف ایک سال میں دنیا کے ۱۱۷ ممالک کی ۳۳۸ قوموں کے ۴ کروڑ ۱۳ لاکھ ۸ ہزار ۳۷۶ افراد کی جماعت احمدیہ مسلمہ عالمگیر میں شمولیت۔

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ جلسہ کی کارروائی تمام برّاعظموں میں Live نشر کی گئی

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ جماعت احمدیہ برطانیہ کا ۳۵واں جلسہ سالانہ ۲۸، ۲۹ اور ۳۰ر جولائی بروز جمعہ، ہفتہ اور اتوار اپنی شاندار روایات کے عین مطابق اسلام آباد ٹلفورڈ میں بخیر و خوبی منعقد ہوا۔ جلسہ کی تمام کارروائی مسلم ٹیلی ویژن انٹر نیشنل کے ذریعہ تمام براعظموں میں براہ راست (Live) نشر ہوئی۔ جلسہ کے افتتاحی اجلاس کے آغاز سے قبل پرچم کشائی کی تقریب ہوئی۔ ۲۸ر جولائی کو پچھلے پہر موسم ابر آلود تھا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی ہلکی ہلکی بوندیں پڑ رہی

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

بڑے بڑے دنیاوی حیثیتوں کے مالک لوگ بھی جلسہ پر تنگی سے گزارہ کرنے پر خوشی محسوس کیا کرتے تھے

قادیان اور ربوہ میں مہمانوں کی خدمت کی حسین یادوں کا پر لطف تذکرہ

جلسہ سالانہ برطانیہ کے حوالہ سے مہمانوں اور میزبانوں کو نصائح

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۱ر جولائی ۲۰۰۰ء)

لندن (۲۱ر جولائی ۲۰۰۰ء): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ الحشر کی آیت نمبر ۱۰ کی تلاوت اور ترجمہ کے بعد فرمایا کہ جلسہ سالانہ کے قرب کی وجہ سے آج مہمان نوازی کے بارے میں خطبہ ہوگا۔ یہ باتیں ان کے لئے بھی ہیں جو خدمت کر رہے ہیں اور ان کے لئے بھی جو مہمان آرہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے اس ضمن میں حضرت نبی کریم ﷺ کی متفرق احادیث بیان فرمائیں۔ ایک حدیث میں آنحضور ﷺ نے فرمایا جب تمہارے پاس کسی قوم کا معزز یا سردار آئے تو اس کی حیثیت کے مطابق اس کی تکریم کرو۔ حضور نے فرمایا کہ بعض لوگوں کے دل میں ایسے لوگوں کی خصوصی خدمت کو دیکھ کر وساوس پیدا ہوتے ہیں حالانکہ یہ سنت نبوی ﷺ کی تعمیل میں ہے۔ مخلصین احمدیت یہ طریق دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ اپنے بھائی کے سامنے تیرا مسکرانا صدقہ ہے۔ پھر فرمایا ضرور تمندوں کو کھانا کھلاؤ اور ہر کسی کو سلام کرو چاہے تم اسے جانتے ہو یا نہ جانتے ہو۔ اس ضمن میں حضور

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

میں یقین رکھتا ہوں کہ ساری کامیابیاں جو آپ دیکھنے والے ہیں انشاء اللہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی دعاؤں کے طفیل ہی ہمیں نصیب ہوں گی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی متفرق ادعیہ مبارکہ کا تذکرہ

جلسہ سالانہ برطانیہ کی مناسبت سے مہمانوں اور میزبانوں کو اہم نصائح

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۸ر جولائی ۲۰۰۰ء)

اسلام آباد ٹلفورڈ (۲۸ر جولائی ۲۰۰۰ء): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ اسلام آباد، ٹلفورڈ میں ارشاد فرمایا جہاں آج جماعت احمدیہ برطانیہ کے ۳۵ویں جلسہ سالانہ کا آغاز ہو رہا تھا۔ اور دنیا کے مختلف ممالک سے کثیر تعداد میں احباب جماعت تشریف لائے ہوئے تھے۔

حضور ایدہ اللہ نے تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ البقرۃ کی آیت ۱۸۷ کی تلاوت کی اور اس کا ترجمہ پیش فرمایا اور فرمایا کہ دعاؤں کا جو سلسلہ جاری تھا اس میں اب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض دعائیں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ وہ الہامات پر بھی مشتمل ہیں اور اشعار پر بھی مشتمل ہیں مگر بعض لمبے کلام جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی یا فارسی میں ملتے ہیں ان کے ترجمہ پر میں نے اکتفا کی ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے تنہائی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دردِ دل سے خدا کے حضور انصار دین عطا ہونے کے لئے بعض دعاؤں کا ذکر فرمایا۔ اسی طرح اصلاح امت محمدیہ کے لئے، بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے، دشمنوں کی ہدایت کے لئے حضور

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: رپورٹ جلسہ سالانہ یوکے از صفحہ اول

تھیں جبکہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خدام کی معیت میں جن میں مکرم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ، مکرم مولانا عبدالماجد صاحب طاہر ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن، مکرم عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد فضل لندن وافسر جلسہ گاہ، مکرم منیر احمد صاحب جاوید پرائیویٹ سیکرٹری اور مکرم ڈاکٹر چوہدری ناصر احمد صاحب افسر جلسہ سالانہ شامل تھے۔ لوائے احمدیت لہرانے کے لئے اس جگہ تشریف لائے جہاں دنیا کے ان مختلف ممالک کے جھنڈے لہرا رہے تھے جن میں خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ قائم ہو چکی ہے۔

ساڑھے چار بجے شام حضور انور نے لوائے احمدیت لہرایا اور مکرم امیر صاحب برطانیہ نے برطانیہ کا پرچم لہرایا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے دعا کرائی اور پھر جلسہ گاہ تشریف لے گئے۔

جیسے ہی حضور انور ایدہ اللہ سٹیج پر تشریف لائے جلسہ گاہ میں بشاشت اور خوشی کی ایک خاص لہر دوڑ گئی۔ سب احباب احتراماً کھڑے تھے اور نعروں کی گونج کے لئے ان کے سینے اور دل بیتاب نظر آتے تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے دنیا بھر کے احباب کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا پیغام عطا فرماتے ہوئے اس بات کی اجازت مرحمت فرمائی کہ جلسہ کے دوران ایمان افروز حقائق کے بیان پر اپنے جذبات کا اظہار نعروں کی صورت میں کر سکتے ہیں۔

امسال سٹیج بہت خوبصورت تھا اور اس کی نزاکت میں بھی ایک سادگی اور عظمت کی جھلک نمایاں تھی۔ اس میں ایک ہی رخ پر سفید، سیاہ اور پیلے رنگ کے پرندوں کی ڈاروں کی اڑان دکھائی گئی تھی جن کی منزل منارۃ المسیح قادیان تھی۔ منارۃ المسیح کے اوپر کلمہ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے الفاظ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور آنحضور ﷺ کی رسالت کا اعلان پیش کر رہے تھے۔ یہ عجیب نظارہ ایک تمثیل کے رنگ میں دکھایا گیا تھا۔

امسال جلسہ سالانہ کے پہلے روز کی حاضری ۲۰،۶۳۷ تھی جبکہ گزشتہ سال صرف ۱۴۰۰۰ تھی۔ اور اس دفعہ ۳۰/جولائی کو آخری روز کی حاضری ۲۳،۴۰۷ تھی جبکہ گزشتہ سال کل حاضری ۲۱۰۰۰ تھی۔ امسال ۷۷ ممالک کے وفود نے جلسہ میں شرکت فرمائی جبکہ گزشتہ سال ۶۰ ممالک کے وفود آئے تھے۔ اس سال ۶۳۲ غیر از جماعت احباب بیرون ملک سے جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے تشریف لائے۔

امسال پانچ ملکوں کے سربراہان مملکت نے اپنے پیغامات بھجوائے جن میں برطانیہ کے وزیراعظم، بورکینا فاسو کے صدر، تنزانیہ کے صدر، طوالو کے گورنر جنرل اور گنی بساؤ کے صدر شامل ہیں۔ علاوہ ازیں برطانیہ اور مختلف ممالک سے کئی ایک خصوصی طور پر مدعو مہمانان گرامی بھی اس جلسہ میں شامل ہوئے اور بعض نے حاضرین جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے احباب کے نظم وضبط، حسن اخلاق، باہمی تعاون اور جماعت احمدیہ کی متفرق خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے جلسہ کی کامیابی کے لئے اپنی نیک تمناؤں کا ذکر کیا۔ اسی طرح بعض اور سربرآوردہ شخصیات نے اس موقعہ پر خصوصی پیغامات بھجوائے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ کے تمام انتظامات وجملہ پروگرام خوش اسلوبی سے انجام پائے اور دُور دُور سے آئے ہوئے ہزارہا احباب نے اپنے پیارے آقا کی زیارت اور ملاقات کا شرف حاصل کیا اور مہمانوں نے جلسہ کے یہ مبارک ایام اپنی نیک، اعلیٰ روایات کے مطابق ذکر الٰہی اور درود و تسبیح اور للہی اخوت و محبت کے پُرمسرت روحانی ماحول میں گزارے۔ جلسہ کی تقاریر میں مرکزی خطابات حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تھے۔ چنانچہ ان تین دنوں میں حضور انور نے خطبہ جمعہ کے علاوہ چار خطابات فرمائے جن میں مستورات سے خطاب بھی شامل ہے۔ ان میں حضور ایدہ اللہ نے سو سال قبل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات، آنحضرت ﷺ کی عورتوں کو نصائح، گزشتہ ایک سال میں جماعت پر نازل ہونے والے غیر معمولی فضلوں اور عالمی ترقی اور سیرت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر فرمایا۔ (حضور انور کے ان روح پرور اور ایمان افروز خطابات کا تفصیلی متن الفضل کے آئندہ شماروں میں شائع کیا جائے گا۔ انشاءاللہ)۔

جلسہ کا ایک اہم پروگرام عالمی بیعت کا تھا۔ امسال خدا تعالیٰ کے فضل سے آٹھویں عالمی بیعت کی تقریب منعقد ہوئی جس میں صرف گزشتہ ایک سال میں ۱۷۷ ممالک کی ۳۳۸ قوموں کے ۴ کروڑ ۱۳ لاکھ ۸ ہزار ۳۷۶۔ افراد بیعت کر کے اسلام احمدیت میں شامل ہوئے۔

جلسہ کے مختلف انتظامات کے سلسلہ میں سینکڑوں رضاکاروں نے بڑی محنت، تندہی اور خلوص کے ساتھ دن رات مفوضہ فرائض کو انجام دیا اور حتی المقدور مہمانان کرام کو ہر ممکن سہولت اور آرام پہنچانے کی کوشش کی۔

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ نے جلسہ کی کارروائی کے علاوہ مختلف ممالک سے تشریف لانے والی اہم شخصیات کے انٹرویوز اور اس موقعہ کی مناسبت سے تیار کردہ کئی ایک دلچسپ پروگرام نشر کئے گئے۔

الغرض اللہ تعالیٰ کے غیر معمولی فضلوں اور انعامات سے معمور یہ جلسہ ہر لحاظ سے بہت ہی کامیاب اور بابرکت رہا۔ جلسہ کے مختلف انتظامات و پروگراموں سے متعلق قدرے تفصیلی رپورٹنگ آئندہ شماروں میں پیش کی جائے گی انشاءاللہ۔

(رپورٹ: بشیرالدین سامی۔ نمائندہ الفضل انٹرنیشنل برطانیہ)

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۱/جولائی از صفحہ اول

ایدہ اللہ نے قادیان کے بزرگوں کا قابل تقلید نمونہ بیان فرمایا۔ حدیث میں ہے کہ جو اللہ اور آخرت پر ایمان لائے وہ مہمان کا اکرام کرے۔ پھر فرمایا تین دن کی مہمانوازی فرض ہے، بعد کی خدمت صدقہ ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا آنے والے مہمان اس بات کا خیال رکھیں کہ تین دن سے زیادہ اسی صورت میں ٹھہریں جب یقین ہو کہ میزبان ان کو روک کر خوشی محسوس کرتا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے حضرت نبی کریم ﷺ کے مہمانداری کے بارے میں ایک صحابی کا اسوہ بیان فرمایا جن کی مہمانوازی کی ادا کو دیکھ کر آسمان پر خدا بھی ہنس پڑا۔

سفر کے بارہ میں حضور ایدہ اللہ نے آنحضرت ﷺ کی دعا بیان فرمائی۔ پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لئے ان سواریوں کو مسخر کیا حالانکہ ہم اس کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ حضور نے فرمایا اس بارہ میں احتیاط کریں۔ اگر نیند آ رہی ہو تو ڈرائیونگ نہ کریں۔ نوکری بے شک جائے مگر جان کی فکر کریں، ساری جماعت کو صدمہ نہ پہنچائیں۔ حضور ایدہ اللہ نے سفر کے بارہ میں آنحضور ﷺ کی مزید دعائیں بھی بیان فرمائیں۔

حضور انور نے مہمان نوازی کے ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی زوجہ محترمہ حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پاکیزہ اسوہ بیان فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تربیت کے زیر اثر جتنے بھی مہمان قادیان آجاتے، حضرت اماں جانؓ کبھی گلہ یا پریشانی ظاہر نہ کرتیں۔ حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ سات سال میں ۶۰ ہزار کے قریب مہمان قادیان میں آئے۔ آج خدا کے فضل سے یہ سلسلہ بڑھ چکا ہے اور جگہ جگہ جلسے ہوتے ہیں، مہمان آتے ہیں۔ سال بھر میں دس لاکھ کے قریب تو ضرور مہمان آجاتے ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ کے دسترخوان سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ حضور نے ربوہ کے جلسہ ہائے سالانہ کی یاد تازہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اتنے مہمان آجاتے کہ کمروں کے دروازے بند کرنے کی بھی جگہ نہ ہوتی اور چاہے کتنی بھی دنیاوی عزت و مرتبہ کے مہمان آجائیں وہ اسی طرح رہنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس ضمن میں حضور نے پاک فوج کے نامور جرنیل جنرل اختر حسین ملک کا ذکر فرمایا کہ اپنی دنیاوی عزت و حیثیت کے باوجود وہ بھی ایسے ہی حالات میں قیام کرنے میں خوشی محسوس کیا کرتے تھے۔

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۸/جولائی از صفحہ اول

علیہ السلام کی دعائیں بیان فرمائیں۔ مخالفین و اقارب کی شرارتوں سے تنگ آکر آپ نے دعا کی کہ اے میرے ربّ! تو اپنے بندے کی نصرت فرما۔ اپنے دشمنوں کو ذلیل و رسوا کر۔ اے میرے ربّ! میری دعا سن اور اسے قبول فرما۔ کب تک یہ لوگ تیرے نبی اور رسول کو جھٹلاتے رہیں گے۔ آپ کی دعاؤں میں سے یہ بھی ہے کہ اے اللہ! ہمیں ان کے فتنوں سے محفوظ رکھ اور ان کی تہمتوں سے بری کر۔ ہمیں توفیق دے کہ ہم ایسے عمل کریں جن سے تو راضی ہو جائے۔ ہم تجھ سے تیرے فضل اور رحمت کے طلب گار ہیں۔ مجھے سارے کا سارا اپنا بنا لے اور تو سارے کا سارا میرا ہو جا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ انڈونیشیا کے دورہ میں میں نے وہ آنکھیں دیکھیں جو بے اختیار خدا کے خوف سے روتی تھیں اور بے حد آنسو بہاتی تھیں۔ اللہ اُن آنکھوں پر رحم فرمائے اور وہ ساری دعائیں قبول فرمائے جو دینِ حق کی خاطر انہوں نے مانگیں۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ میں یقین رکھتا ہوں کہ ساری کامیابیاں جو آپ دیکھنے والے ہیں انشاءاللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے طفیل ہی ہمیں نصیب ہوں گی۔ حضور ایدہ اللہ نے ۱۹۰۰ء کی حضرت مسیح موعودؑ کی ایک دعا پڑھ کر سنائی۔

خطبہ کے دوران بہت تیز بارش برسنے لگی۔ حضور نے فرمایا کہ یہ جو زور سے بارش برس رہی ہے یہ بھی اللہ کے فضلوں کا نشان ہے۔ بعض اوقات زور اور طاقت کے ساتھ آسمان رحمت کے مینہ برساتا ہے اور خدا کے جلال کو دنیا پر ظاہر کرتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے جلسہ سالانہ کی مناسبت سے میزبانوں اور مہمانوں کو ضروری نصائح بھی فرمائیں۔ مثلاً سب لوگ ذکر الٰہی اور درود شریف کثرت سے پڑھیں۔ خیال رکھیں کہ کھانے کا ایک لقمہ بھی ضائع نہ ہو۔ جب آپس میں ملیں تو اپنے اپنے علاقوں میں ظاہر ہونے والے نشانات و واقعات کا ذکر کریں۔

آخر پر حضور نے جلسہ سے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تحریر پڑھ کر سنائی۔ خطبہ کے آخر پر بارش دھیمی پڑ گئی تو حضور نے فرمایا دیکھیں خدا نے کس طرح بارش بھی برسا دی اور اسے دھیما بھی کر دیا۔ ہمیشہ خدا ہمارے لئے بارش کو ایک نشان بناتا رہتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی ایک عظیم الشان پیشگوئی

"تزلزل درایوان کسریٰ فتاد"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام وقت کے امام کی علامات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:
" امام الزماں اکثر بذریعہ الہامات کے خدا تعالیٰ سے علم اور حقائق اور معارف پاتاہے اور اس کے الہامات دوسروں پر قیاس نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ وہ کیفیت اور کمیت میں اس اعلیٰ درجہ پرہوتے ہیں جس سے بڑھ کر انسان کے لئے ممکن نہیں ....اور امام الزمان کی الہامی پیشگوئیاں اظہار علی الغیب کا مرتبہ رکھتے ہیں یعنی غیب کو ہر ایک پہلوسے اپنے قبضہ میں کرلیتے ہیں ۔(ضرورت الامام۔ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۴۸۳)

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو بطور نشان ایسی بہت سی پیشگوئیاں عطا فرمائی تھیں جن کا تعلق مستقبل میں رونما ہونے والی عالمی تبدیلیوں سے تھا۔ان عظیم الشان الہامات کا تعلق جاپان سے بھی تھا، کوریا سے بھی تھا، ترکی سے بھی تھا، روس سے بھی تھا، افغانستان سے بھی تھااوران میں آئندہ ہونے والی عالمی جنگوں کی خبر بھی دی گئی تھی۔اسی طرح ایک الہام کا تعلق ایران کی بادشاہت سے بھی تھا۔

۱۵ر جنوری ۱۹۰۶ء کو حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوا:"تزلزل درایوان کسریٰ فتاد"۔یعنی کسریٰ (ایران کے بادشاہ) کے محل میں زلزلہ آگیا۔کسریٰ کا لقب ایران کے بادشاہ کے لئے مخصوص تھا۔ اوراس الہام کے وقت ایک صدی سے زائد عرصہ سے قاچارخاندان ایران پر حکومت کر رہا تھا اور مظفرالدین شاہ ایک مطلق العنان بادشاہ کی حیثیت سے تخت نشین تھے۔ ایران اس وقت سیاسی اور اقتصادی طور پر ایک پسماندہ ملک تھا۔سیاسی طور پر بادشاہ اوراس کے مقرر کردہ سرکاری کارندے مرکزی حکومت پر بلاشرکت غیرے حکومت کرتے تھے اور مقامی طور پر مختلف بااثر اشخاص اپنے اپنے علاقوں پر اثر رکھتے تھے۔کوئی آئین اور کوئی پارلیمنٹ موجود نہیں تھے جو بادشاہت کے اختیارات کی حدود تعین کرتے۔

وزیراعظم کی برطرفی کا مطالبہ

سیاسی افق پر ہر وقت کچھ نہ کچھ سرگرمی تو ہو رہی ہوتی ہے۔اسی طرح اس وقت ایران میں بھی وزیراعظم کی برطرفی اور کچھ سیاسی آزادیوں کے مطالبات ادھرادھر سر اٹھاتے رہتے تھے۔لیکن ابھی تک نہ توان مطالبات میں کوئی شدت آئی تھی اور نہ بادشاہ کی برطرفی یابادشاہ کے اختیارات میں کمی کرنے کا کوئی مطالبہ سامنے آیا تھالیکن وزیراعظم کو اپنی برطرفی کا یہ کمزور سا مطالبہ بھی ایک آنکھ نہیں بھارہا تھا۔ چنانچہ انہوں نے ۱۹۰۶ء میں اپنے چند مخالفین کی گرفتاری اور شہر بدری کے احکامات جاری کردئے۔ان میں سے جب ایک کو فوجیوں نے گرفتار کیا تولوگوں کا ایک بڑا مجمع احتجاجاً جمع ہوگیا۔ ان میں سے ایک نوجوان نے آگے بڑھ کر فوجیوں کی چوکی کا دروازہ توڑنے کی کوشش کی توفوجیوں کے افسر نے اس پر گولی چلانے کا حکم دے دیا۔لیکن فوجی اپنے افسر سے زیادہ ذہین تھے انہوں نے حکم ماننے سے انکار کردیا۔اس افسر نے اپنے پستول سے فائر کر کے نوجوان کو ہلاک کردیا۔یہ غیر ضروری قتل دیکھ کر تہران کے لوگ بھڑک اٹھے۔ہزاروں لوگ اس نوجوان کا جنازہ اٹھاکر احتجاج کرتے ہوئے سڑکوں پر نکل آئے۔ایک بار پھر فائر کھول دیاگیا اور پندرہ لوگ مزید مارے گئے۔ اب لوگ ہزاروں کے جلوس بنا کر جگہ جگہ احتجاج کرنے لگے۔ہزاروں لوگ خوفزدہ ہو کر تہران چھوڑ کر قُم کی طرف بھاگ رہے تھے۔حالات مزید بگڑے توبہت سے کاروباری لوگ برطانوی سفارت خانے میں پناہ لینے لگے۔وزیراعظم نے اس مسئلہ کا حل یہ ڈھونڈا کہ حکم صادر کیاکہ جو دوکاندار اپنی دوکان نہ کھولے اسکی دوکان لوٹ لی جائے۔اس حکم نے رہی سہی کسر پوری کردی۔

آئین بنانے کا مطالبہ

اب نہ صرف وزیراعظم کی برطرفی کا مطالبہ زور پکڑ گیا۔بلکہ یہ مطالبہ بھی سامنے رکھ دیاگیاکہ ملک میں باقاعدہ آئین نافذ کیاجائے جس کے مطابق ملک کا انتظام چلایا جائے۔اس دور کی ایرانی تاریخ پر سب سے بڑی سند E.G.Browne نے اپنی کتاب "The Persian Revolution" میں وضاحت سے لکھاہے کہ ۱۹۰۶ء کے آغاز میں آئین کے نفاذ کا مطالبہ نہیں کیاجارہا تھا لیکن ۱۹۰۶ء کے وسط تک یہ مطالبہ اچانک اتنا زور پکڑ گیاکہ بادشاہ کو جھکناپڑا۔گویاحضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے چندماہ کے اندر اندر اس کی صداقت میں واقعات رونما ہونے شروع ہوگئے۔

جب مظفرالدین شاہ نے یہ دیکھا کہ تہران بھی ہاتھ سے نکلا جارہاہے تو انتخابات اور آئین کا مطالبہ تسلیم کرلیا اوروزیراعظم کو بھی برطرف کر دیاگیا۔ اکتوبر ۱۹۰۶ء میں انتخابات کا مرحلہ شروع ہوا۔ابھی صرف تہران کے ممبر منتخب ہوئے تھے کہ اس پارلیمنٹ نے نامکمل حالت میں ہی اجلاس شروع کردیا۔ایران کی تاریخ میں پہلی دفعہ پارلیمنٹ وجود میں آئی تھی۔اب سیاسی فیصلے شاہی محل سے زیادہ پارلیمنٹ میں ہو رہے تھے جس کا نام "مجلس" رکھاگیا۔

مجلس کی پہلی بغاوت

جوابتدائی مسائل مجلس کے سامنے رکھے گئے ان میں سے ایک اہم مسئلہ روس سے ایک قرضہ کی منظوری بھی تھی۔بادشاہ کی خواہش کے برعکس مجلس نے اس قرضہ کی منظوری دینے سے انکار کر دیا۔ ممبران کو خدشہ تھاکہ قرضوں کے بہانے رفتہ رفتہ ایران کوغلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیاجائے گا۔یہ پہلی علامت تھی کہ مجلس بادشاہ کی آلہ کار بننے کی بجائے اپنی مرضی منوانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ دوسرا فوری کام آئین کی تشکیل تھا۔جلد ہی آئین کا بنیادی خاکہ بناکر بادشاہ کے پاس منظوری کے لئے بھجوادیا گیا۔کچھ پس وپیش کے بعد یکم جنوری ۱۹۰۷ء کو بادشاہ اور ولی عہد کے دستخطوں سے آئین کی منظوری کا اعلان کردیاگیا۔ساتھ ہی یہ اعلان بھی کیا گیاکہ کم ازکم دوسال تک پارلیمنٹ کو برطرف نہیں کیاجائے گا۔ایک ہفتے کے بعد ۸ر جنوری ۱۹۰۷ء کو مظفرالدین شاہ انتقال کرگئے۔

ایک سال کے اندر اندر تبدیلی

حضرت مسیح موعودؑ کے الہام "تزلزل درایوان کسریٰ فتاد"کو ابھی سال پورا نہیں ہوا تھاکہ کسریٰ(ایران کے بادشاہ) کے خلاف ہنگامے ہوئے، پارلیمنٹ اور آئین کے بننے سے بادشاہت کے اختیارات محدود ہوگئے اور ابھی ایک سال پورا ہونے میں ایک ہفتہ باقی تھاکہ بادشاہ کا انتقال ہوگیا۔ لیکن یہ صرف ابتدا تھی ۔ابھی اس پیشگوئی کی صداقت میں بہت سے واقعات ظاہر ہونے والے باقی تھے۔

محمد علی مرزا کا دور

مظفرالدین شاہ کے بعد محمد علی مرزا تخت نشین ہوئے۔نئے بادشاہ کو ورثے میں تاج وتخت کے علاوہ آئین وپارلیمنٹ بھی ملے تھے۔اب بادشاہ کے اختیارات پہلے جیسے نہیں رہے تھے۔یہ نئی تبدیلیاں محمد علی مرزا کے مزاج کے خلاف تھیں۔ وہ شروع ہی سے آمرانہ مزاج کی شہرت رکھتے تھے۔ چند روز کے بعدان کی تاجپوشی کی رسم ہوئی۔ ممبران پارلیمنٹ کو مدعو نہیں کیاگیا تھا۔اشارہ صاف تھاکہ تم کس گنتی میں ہو؟ آئین کے مطابق وزراء کا تقرر بادشاہ کرتا تھا لیکن یہ وزراء پارلیمنٹ کو جوابدہ تھے۔لیکن یہ وزراء پارلیمنٹ کے اجلاس میں شرکت ہی نہیں کررہے تھے۔ سوال کیسا؟ اورجوابدہ کون ہو؟ بادشاہ اوراس کے حاشیہ نشین پارلیمنٹ کو نظرانداز کرنے اوراسے محض ایک عضو معطل بنانے پر تلے ہوئے تھے۔پارلیمنٹ نے جوابی وار کے طور پر ایک بار پھر روس اور برطانیہ سے قرضے کی منظوری دینے سے انکار کردیا۔اوراسی پر بس نہیں کی بلکہ یہ قرار داد بھی منظور کی کہ اب بادشاہ سلامت کی شاہ خرچیاں پارلیمنٹ کے منظور کردہ بجٹ کی حدود میں رہیں گی۔اس سے قبل ایسا بھی ہوتا رہا تھاکہ غیر ممالک سے قرضے حاصل کر کے اس کا بیشتر حصہ بادشاہ کے ذاتی اخراجات اور یورپ کے دورہ جات پر خرچ کردیا جاتا۔

بغاوت کے آثار

جب دونوں طرف سے تصادم کے ارادے نظر آنے لگے تو وزیراعظم مشیرالدولہ نے استعفیٰ دے دیا۔جب بادشاہ نے نیا وزیراعظم ڈھونڈنا شروع کیاتو ملک میں مقیم کوئی شخص نظر میں نہ جچا۔ چنانچہ یورپ میں مقیم امین السلطان کووزیراعظم نامزد کیاگیا۔جب وہ ایران کی زمین پر قدم رکھنے والے تھے تو ایک ہجوم جمع ہوگیا۔ان لوگوں نے پھولوں کے ہار نہیں پہنائے بلکہ یہ حلف اٹھوایا کہ وہ آئین کے وفادار رہیں گے۔

۲۶ر مئی کو بادشاہ کی سالگرہ منانے کی تیاریاں شروع ہوئیں۔بادشاہ اوراس کے وفادار یہ تقریب شاہانہ انداز میں منانا چاہتے تھے۔تہران میں جگہ جگہ سجاوٹ کا سامان آویزاں کیاگیا۔چراغاں کااہتمام کیاگیا۔ایسی تقریبات پر بادشاہ کے وظیفہ خوار بادشاہ کوہزار سال تک جینے کی دعادیتے ہیں اور اسی پر بس نہیں کرتے بلکہ ایک سال کے دن بھی کھینچ تان کر پچاس ہزار بنادیتے ہیں۔چاہے بادشاہ بہادر شاہ ظفر جیسا مفلوک الحال بادشاہ ہی کیوں نہ ہو۔لیکن عوام الناس میں بادشاہ کے خلاف رد عمل اتنا شدید تھاکہ پورے شہر میں یہ سجاوٹ اور چراغاں کاسامان اتار دیاگیااور تواور شاہی محل کی دیواروں پر سے بھی سامان آرائش اتار دیاگیا۔اس کے برعکس ایک ماہ کے بعد پارلیمنٹ کی دسویں سالگرہ بڑے تزک واحتشام کے ساتھ منائی گئی۔"بہارستان" کی عمارت پر جہاں پراجلاس ہوتے تھے ایک جشن کا اہتمام کیاگیا۔ عوام، ممبران مجلس، غیر ملکی مہمان سب اس ضیافت میں شامل ہوئے۔بچوں نے گیت گائے، مقررین نے تقریریں کیں اور حاضرین نے داددی۔

ایران کے مالی حالات بدتر ہوتے جارہے تھے۔خزانہ خالی تھا۔پارلیمنٹ نے قرضے کی منظوری دینے سے انکار توکردیا تھا لیکن متبادل انتظام نہیں کیا جاسکا۔ایران میں ٹیکس جمع کرنے کا انتظام بہت فرسودہ تھا اور کوئی ٹیکس اداکرنے کو تیار بھی نظر نہیں آتا تھا۔اب ملک چلایا جائے توکس طرح چلایا جائے۔ اس صورت حال میں نئے وزیراعظم نے قرضے کے حصول کے لئے ممبران پارلیمنٹ کو قائل کرنا شروع کیا۔وہ سیاستدانوں سے انہی کی زبان میں بات کررہے تھے اور کامیابی اگربہت قریب نہیں توبہت دور بھی نہیں تھی۔۳۱ر اگست کو وزیراعظم پارلیمنٹ کی عمارت بہارستان سے باہر نکل رہے تھے کہ ایک حملہ آور نے انہیں گولی مار کرہلاک کردیا۔ جب ایک فوجی نے قاتل کو پکڑنے کی کوشش کی تواس نے خودکو ختم کرلیا۔جب قاتل کی تلاشی لی گئی تو زہر کے چار کیپسولز برآمد ہوئے اور ایک ٹکڑے پر لکھا تھا"آقا عباس ممبر انجمن فدائی نمبر ۴۱"۔ایک بات اب واضح تھی کہ انتہاپسندی کا مقابلہ انتہاپسندی سے ہی ہورہا تھا۔

الفضل انٹر نیشنل میں اشتہار دے
کراپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(مینجر)

قاتل کی پذیرائی

جب قتل کو چالیس روز گزرے تو مقتول وزیراعظم کی ماتم پرسی کو تو چند لوگ گئے لیکن اس کے برعکس قاتل کی قبر پر لاکھ سے زیادہ افراد کا جمِ غفیر جمع ہو گیا۔ لوگ جوق در جوق قبر پر آ رہے تھے۔ کچھ لوگ اپنی روایات کے مطابق سینہ کوبی کر رہے تھے۔ قبرستان میں خیمے لگائے گئے تھے اور آنے والوں کی تواضع مشروبات سے کی جا رہی تھی۔ شعراء قاتل کی تعریف میں شعر پڑھ رہے تھے۔ دنیا حیرت سے یہ دیکھ رہی تھی کہ یہ سب کچھ ایک قاتل، ایک مجرم کے لئے کیا جا رہا ہے۔ لیکن بادشاہ کو یہ سب کچھ نظر نہیں آ رہا تھا کہ وہ اور ان سے وابستہ ہر شخص غیر مشروط طور پر بھاری اکثریت کی نفرت کا نشانہ بن چکا ہے۔ وہ تو مسلسل پارلیمنٹ اور آئین کے خلاف اپنا ایک گروہ منظم کرنے میں مشغول تھے۔ شاہ پسندوں کا یہ گروہ ہر نئی تبدیلی کو ناجائز سمجھتا تھا اور پرانے نظام کی بحالی کا مطالبہ کر رہا تھا۔ لیکن اکثریت کے خوف سے بادشاہ ان کی کھلم کھلا حمایت کرنے سے ڈر رہے تھے اور آئین کی حمایت کرنے والے گروہ کے تیور بھی اچھے نہ تھے۔ چنانچہ نومبر کے شروع میں بادشاہ پارلیمنٹ کے سامنے گیا اور قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی کہ وہ آئین کی پاسداری کریں گے۔

میکاولی کے اصولوں پر عمل

سولہویں صدی کے اطالوی فلاسفر میکاولی (Machiavelli) نے ایک کتاب "The Prince" لکھی تھی جس میں ایک آمر کو حکومت کرنے کے گر سکھائے گئے ہیں اور اس میں ہر جائز و ناجائز حربہ استعمال کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ بعض نے تو میکاولی کو علم سیاست کا شیطان قرار دیا ہے۔ اس نے اپنی کتاب کے اٹھارھویں باب میں حکمرانوں کو نصیحت کی ہے کہ ضروری نہیں کہ تم اپنا عہد پورا کرو بلکہ جہاں مناسب معلوم ہو وہاں عہد شکنی کرنا ہی بہتر ہے۔ لیکن اگلے ہی باب میں بہت زور دے کر لکھا ہے کہ کسی بھی قیمت پر اپنے آپ کو لوگوں کی نظر میں قابل نفرت اور تحقیر کا نشانہ نہ بننے دو ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔ اگر تمہارے ہی لوگ تمہیں ادب کی بجائے نفرت اور حقارت سے دیکھنے لگ گئے تو تمہیں کون بچائے گا۔ میکاولی کو تاریخ میں جتنے شعوری اور لاشعوری شاگرد ملے ان میں اکثر اس نصیحت سے فائدہ نہ اٹھا سکے۔ محمد علی مرزا نے بار بار آئین کی وفاداری کا حلف اٹھایا اور ہر مرتبہ اپنا عہد توڑا لیکن وہ یہ نہ دیکھ سکے کہ اب ملک میں ان کی کوئی وقعت نہیں رہی اور اب آہستہ آہستہ کوئی ان کا اعتبار کرنے پر تیار نہیں۔ ایران کے بادشاہ کو حکمت سیکھنے کے لئے میکاولی کی ضرورت نہیں تھی۔ اس نے تو ایک مضمون کو گدلا کر کے پیش کیا تھا جبکہ اسی بات کو شیخ سعدی نے بہت بہتر اور نفیس طریقے سے اس حکایت میں پیش فرمایا:

''ہرمز سے لوگوں نے پوچھا کہ تو نے اپنے باپ کے وزیروں میں کون سی خطا دیکھی جو انہیں جیل میں ٹھونس دیا۔ کہنے لگا کہ خطا تو کوئی نظر نہ آئی البتہ یہ ضرور دیکھا کہ ان کے دل میں میری بے حد ہیبت ہے اور میرے عہد پر وہ پورا اعتماد نہیں رکھتے۔ اس لئے میں ڈرا کہ وہ اپنے نقصان کے خوف کے مارے کہیں میری جان لینے کی نہ ٹھان لیں۔ لہذا میں نے داناؤں کے قول پر عمل کیا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ: اے دانا آدمی جو تجھ سے ڈرتا ہے تو بھی اس سے ضرور ڈر، خواہ تو اس جیسے سینکڑوں سے لڑائی میں کیوں نہ نپٹ سکے''۔

محمد علی مرزا کا زوال

محمد علی مرزا عہد شکنی، ہیبت اور ظلم سے حکومت کرنا چاہتے تھے قطع نظر اس بات کے کہ اب لوگ ان کے متعلق کیا رائے قائم کر رہے ہیں۔ دونوں گروہوں میں اختلاف بڑھ رہے تھے۔ مفاہمت کی امید کم ہوتی ہوتی اب ختم ہوتی ہوئی نظر آ رہی تھی۔

۳رجون ۱۹۰۸ء کو بادشاہ نے تہران چھوڑا اور تہران کے قریب باغ شاہ میں پناہ گزین ہو گئے۔ لوگوں کے غصے سے بچنے کے لئے پہلے فوجیوں نے شہر میں لوٹ مار شروع کی اور پھر اس بھگدڑ میں بادشاہ کو شہر سے باہر نکال لیا گیا اور اس کے بعد بادشاہ کے وفاداروں نے تہران میں ایک کے بعد دوسری اہم جگہ پر قبضہ کرنا شروع کیا۔ گرفت مضبوط ہونے کے بعد شہر میں بادشاہ کے وفادار فوجیوں نے نظم و نسق سنبھال لیا اور روسی فوجی افسر کرنل لیخوف (Laikhof) کو تہران کا اقتدار سونپ دیا گیا۔ دس ہزار آدمی جامع مسجد میں جمع ہو گئے۔ تصادم کو روکنے کے لئے بعض ممبران پارلیمنٹ نے لوگوں کو ٹھنڈا کر کے گھروں کو بھجوا دیا لیکن محمد علی مرزا اپنے مخالفین کو مکمل طور پر کچلنے کا تہیہ کئے ہوئے تھا۔ کئی نمایاں مخالفین کو باغ شاہ میں قید کر دیا گیا اور ان میں سے دو کو گلا گھونٹ کر ہلاک کر دیا گیا۔

۲۳رجون ۱۹۰۸ء کو ایک ہزار فوجیوں نے روسی افسروں کی قیادت میں پارلیمنٹ کی عمارت کا محاصرہ کر لیا۔ دفاع کرنے والوں کے پاس صرف پچاس بندوقیں تھیں۔ فائر اور جوابی فائر شروع ہوا۔ بہارستان کی عمارت پر گولے برسائے گئے۔ بادشاہ نے پارلیمنٹ برطرف کرنے پر اکتفا نہیں کی تھی بلکہ اس کی عمارت کو بھی تباہ کر دیا تھا۔ اس سارے معرکے میں قیادت روسی فوجی افسر کر رہے تھے جن کی خدمات کرائے پر حاصل کی گئی تھیں۔

ستم ظریفی دیکھئے کہ بیسویں صدی کے آغاز پر روسی فوجیوں نے ایک کمزور ملک کی پارلیمنٹ پر بمباری کی تھی اور صدی کے آخر پر روسی فوجیوں نے ایک اور پارلیمنٹ ہاؤس پر حملہ کیا لیکن وہ کسی غیر ملک کی پارلیمنٹ نہیں تھی بلکہ خود روس کی پارلیمنٹ تھی۔

تبریز کے لوگوں نے جب یہ سکھا شاہی دیکھی تو بغاوت کر دی۔ محمد علی مرزا بادشاہ بننے سے قبل تبریز کے حکمران رہ چکے تھے اور انہوں نے وہاں صرف تلخ یادیں چھوڑی تھیں۔ بادشاہ کی وفادار فوجوں نے تبریز کا محاصرہ کر کے خوراک کی رسد بند کر دی۔ بغاوت کمزور پڑنے لگی اور تبریز میں قحط کی صورت حال پیدا ہو گئی۔ غیر ملکیوں کو حفاظت سے باہر نکالنے کے بہانے روس نے اپنے فوجی دستے شمالی ایران میں داخل کرنے شروع کر دئے۔ اب تبریز کی بغاوت کا زور بھی ٹوٹ رہا تھا۔

تہران میں مخالفوں کو کچل دیا گیا۔ فاقے کرا کے تبریز کے گھٹنے ٹیک دئے گئے۔ لیکن اب یہ بغاوت چند جگہوں تک محدود نہیں تھی۔ ایسی بغاوت پر قابو بھی کیسے پایا جا سکتا ہے جو شہر شہر، گلی گلی اور گھر گھر اٹھ کھڑی ہو۔ پہلے شمال میں گیلان سے باغی فوج نے تہران کی طرف پیش قدمی شروع کی۔ کچھ عرصہ بعد جنوب سے بختیاری قبائل کے جنگجو بھی تہران کی طرف بڑھنا شروع ہوئے۔ اس کے ساتھ ہی غیر ملکی سفارت خانوں کو تار دی گئی کہ ہم بادشاہ کو اپنے مطالبات پیش کرنا چاہتے ہیں براہ مہربانی ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت نہ کی جائے۔ جب تہران کے گرد گھیرا تنگ ہونے لگا تو روس کے سفارت خانے نے باغی فوج کے کمانڈر کو انتباہ کیا کہ یہ پیش قدمی فوری طور پر بند کر دی جائے ورنہ سنگین نتائج کی ذمہ داری تم پر ہو گی۔ لیکن سنتا کون تھا۔ بادشاہ نے ایک مرتبہ پھر قسم کھا کر اعلان کیا کہ وہ آئین کو بحال کر دیں گے لیکن اب اعتبار کسے تھا؟ جب حکومت نے روس سے قرض مانگا تو جواب انکار میں ملا۔ اب سرپرست بھی ہاتھ کھینچتے جا رہے تھے۔ جون میں باغی فوج نے پیش قدمی کرتے ہوئے قم شہر پر قبضہ کر لیا۔ اب وہ تہران سے صرف اسّی میل کے فاصلے پر رہ گئے تھے۔ اب دونوں باغی افواج مشترکہ طور پر تہران پر حملہ کے منصوبے بندی کر رہی تھیں۔ روس اور برطانیہ کے سفارتکاروں نے واویلوں اور دھمکیوں کا ایک سلسلہ شروع کیا لیکن اس کو بھی نظر انداز کر دیا گیا۔ روس نے اپنے کچھ دستے تہران سے قریب کر دئے تاکہ وقت پڑنے پر شاہی فوج کی سرپرستی کر سکیں۔

محمد علی مرزا کی بادشاہت کا خاتمہ

جولائی میں تہران کے مغرب میں شاہی افواج اور باغیوں کا ایک تصادم ہوا لیکن یہ جھڑپ صرف توجہ ہٹانے کے لئے تھی۔ عین اس وقت تہران کے شمال میں باغی افواج کے دستے جمع ہو رہے تھے اور ۱۲رجولائی ۱۹۰۸ء کو یہ باغی چپکے سے تہران کے اندر داخل ہو گئے۔ یہ سب کچھ اس قدر خاموشی سے ہوا کہ تہران کی حفاظت پر متعین فوجیوں کو اس کی خبر اس وقت ہوئی جب ان کی بیرکوں کا محاصرہ کر لیا گیا۔ چار روز تک شہر کی سڑکوں پر جھڑپوں کا سلسلہ جاری رہا۔ آخر کار سب امیدیں ایک ایک کر کے ختم ہوتی گئیں۔

۱۶رجولائی ۱۹۰۸ء کی صبح محمد علی مرزا جو ایک روز قبل ایران کے بادشاہ تھے روسی سفارت خانہ میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے اور اس طرح عملاً ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ اور رہے کرنل لیخوف تو انہوں نے عقل مندی اسی میں سمجھی کہ اپنی اور ماتحت فوجیوں کی خدمات نئی حکومت کو پیش کر دیں چنانچہ انہیں بھی نئے نظام کا حصہ بنا لیا گیا۔ جو گلا پھاڑ پھاڑ کر اپنی وفاداریوں کا اعلان کر رہے ہوں ان کی وفاداریاں سب سے ناقابل اعتبار ہوتی ہیں۔ بااثر شخصیات کا اجلاس طلب کر لیا گیا جس میں فیصلہ ہوا کہ محمد علی مرزا کے بارہ سالہ بیٹے کو آئینی سربراہ بنایا جائے۔ اور پارلیمنٹ کا انتخاب ہو جو امور مملکت کو چلائے۔

کہا جاتا ہے جب سپین میں آخری مسلمان بادشاہ تاج و تخت سے محروم ہوا تو اس نے رونا شروع کر دیا۔ اسکی والدہ نے کہا کہ جس سلطنت کی مردوں کی طرح حفاظت نہ کر سکے اب اس پر عورتوں کی طرح آنسو بھی نہ بہاؤ۔ محمد علی مرزا اب تاریخ سے اتنے بھی لاعلم نہیں تھے۔ رو دھو کر کس کی لعن طعن سنتے۔ چنانچہ انہوں نے بھاؤ تاؤ شروع کر دیا کہ تخت سے دستبردار ہونے کے کتنے پیسے دئے جائیں گے۔ آخر کار برطانیہ اور روس کے تعاون سے یہ فیصلہ ہوا کہ انہیں سالانہ اسّی ہزار پاؤنڈ پینشن دی جائے گی اور اس کے بدلے وہ قوم کی یہ خدمت کریں کہ ایران سے تشریف لے جائیں۔ جب وہ رخصت ہونے لگے تو بارہ سال کا نیا بادشاہ ماں باپ سے جدا ہونے کے غم میں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ بچہ بہرحال معصوم ہوتا ہے۔

محمد علی مرزا کا اس کروفر سے اٹھنا اور گرد کی طرح بیٹھ جانا، تاج و تخت سے محروم ہو کر جلاوطنی پر مجبور ہونا۔ یہ غیر متوقع واقعات حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کی صداقت پوری دنیا میں ظاہر کر رہے تھے۔ کچھ عرصہ قبل تک ٹائمز جیسا معتبر اخبار بھی یہی خیال ظاہر کر رہا تھا کہ باغی اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکیں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے مامور کو جو خبر دی تھی وہ پوری ہو کر رہی۔

بے بس بادشاہ

اس کے بعد اب قاچار خاندان میں حکومت صرف نام کی رہ گئی تھی۔ تاریخ میں شاید ہی کوئی کسریٰ اتنا بے اختیار گزرا ہو جتنے بے بس اور کم سن بادشاہ سلطان احمد مرزا تھے۔ اب حالات اس راستے پر چل نکلے تھے جس کے آخر پر قاچار خاندان کی اس نام کی بادشاہت کا بھی خاتمہ ہو جانا تھا۔ پرانے اور فرسودہ نظام کو مسمار کرنا تو آسان ہوتا ہے اسے تو اگر کوئی گرانے کا تکلف نہ بھی کرے تو پرانے کھنڈر کی طرح خود ہی آہستہ آہستہ گرتا رہتا ہے لیکن اس کی جگہ ایک نیا اور مستحکم نظام کھڑا کرنا مشکل بلکہ بہت ہی مشکل کام ہے۔ اس دور میں ایران کا بھی یہی حال تھا۔ آج ایک حکومت ہے تو کل دوسری۔ کسی کو روس کے اشارے پر ہٹایا گیا تو کسی کو بنانے والوں نے ہی برطرف کروا دیا۔ خزانہ بڑی مستقل مزاجی سے خالی ہو رہا تھا۔ اس پر احتجاج تو سب کرتے تھے لیکن ٹیکس دے کر خزانہ بھرنے کو کوئی تیار نہیں تھا۔ پہلی جنگ عظیم ہوئی تو حالات اور تیزی سے بگڑنے لگے۔ ایران تین عظیم سلطنتوں میں گھرا ہوا ایک

باقی صفحہ نمبر ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں

جو شخص روح کی سچائی سے دعا کرتا ہے ممکن نہیں کہ وہ حقیقی طور پر نامراد رہ سکے

بعض افراد اور بعض اقوام کو دی گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خصوصی دعاؤں کا تذکرہ

(انڈونیشیا کی سرزمین پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا دوسرا خطبہ جمعہ)

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۳۰/جون ۲۰۰۰ء ۳۰/احسان ۱۳۷۹ ہجری شمسی بمقام بمقام پارنگ۔ جکارتہ، انڈونیشیا

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم–

الحمدلله رب العلمين – الرحمٰن الرحيم – ملك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً . اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ . وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ طَمَعًا اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾۔

(سورۃ الاعراف آیات ۵۶،۵۷)

اپنے ربّ کو عاجزی کے ساتھ اور مخفی طور پر پکارتے رہو۔ یقیناً وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلاؤ اور اُسے خوف اور طمع کے ساتھ پکارتے رہو۔ یقیناً اللہ کی رحمت احسان کرنے والوں کے قریب رہتی ہے۔

یہ وہی سلسلہ ہے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دعاؤں کا ذکر جو اس خطبہ میں اختتام پذیر ہوگا اور اس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بہت سی دعائیں ایسی ہیں جو بعض افراد کو دی گئی ہیں اور بعض ایسی ہیں جو قوموں کو بھی دی گئی ہیں اور اب میں ان کا ذکر شروع کرتا ہوں حدیث کے بیان سے۔ پھر اس کے بعد انشاء اللہ آخر پہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند اقتباسات پیش کروں گا۔

پہلی حدیث حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا کے تعلق میں الترمذی کتاب المناقب سے لی گئی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ جب سوموار کا روز ہو تو تم اپنی اولاد کے ساتھ میرے پاس آنا میں تمہارے لئے دعا کروں گا جس کے ذریعہ اللہ تمہیں اور تمہاری اولاد کو نفع پہنچائے گا۔ پھر اس روز ہم ان کے ساتھ آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضور ﷺ نے ہمیں ایک چادر اوڑھائی اور دعا کی: اے اللہ! عباس اور اس کی اولاد کو ایسی ظاہری و باطنی مغفرت عطا کر جو کوئی گناہ باقی نہ چھوڑے۔ اے اللہ اسے اپنی اولاد کے درمیان سلامت رکھیو۔

ایک دوسری حدیث سنن ابن ماجہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مروی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن میں قاضی مقرر فرمایا تو میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپؐ مجھے قاضی بنا کر بھیج رہے ہیں، ایک نوجوان آدمی ہوں میں ان میں فیصلہ کیا کروں گا جبکہ مجھے فیصلہ کرنا نہیں آتا۔ یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انکساری تھی ورنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلے تو بہت عظیم الشان ہوا کرتے تھے مگر اس انکساری کے ساتھ محمد رسول اللہ ﷺ کی دعا نے پھر سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سینہ پر رکھا اور فرمایا: ”اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَلْبَهٗ وَ ثَبِّتْ لِسَانَهٗ“۔ اے اللہ اس کے دل کی رہنمائی فرما اور اس کی زبان کو ثبات عطا کر۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضور ﷺ کی اس دعا کے بعد دو فریقوں کے درمیان فیصلہ کرتے وقت میں کبھی شک میں مبتلا نہیں ہوا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الاحکام۔ باب ذکر القضاۃ)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھیں بچپن سے ہی دُکھا کرتی تھیں۔ آپ کو آشوب چشم کا عارضہ تھا۔ آپ کی آنکھوں کے اچھا ہونے سے متعلق حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ایک عظیم الشان معجزہ حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سلمہ بن اکوع، حضرت سہیل بن سعد تین چشم دید گواہوں سے مروی ہے کہ غزوہ خیبر میں جب آنحضرت ﷺ نے علم عطا فرمانے کے لئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلب فرمایا تو معلوم ہوا کہ ان کی آنکھیں شدید دُکھ رہی ہیں۔ تو گویا عارضہ تو تھا پرانا لیکن وقتاً فوقتاً زور مارا کرتا تھا۔ اور ان دنوں آنکھیں بہت شدید دکھ رہی تھیں۔ اور جیسا کہ مسند احمد بن حنبل میں ہے ایسا سخت یہ عارضہ تھا کہ ایک صاحب سلمہ بن اکوَع ان کا ہاتھ پکڑ کر ساتھ لائے تھے۔ آپؐ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور دم کر دیا۔ وہ اسی وقت اچھی ہو گئیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان کی آنکھوں میں کبھی درد تھا ہی نہیں۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر و مناقب علیؓ)

ایک روایت الترمذی کتاب المناقب سے لی گئی ہے۔ حضرت ام عطیہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک لشکر روانہ کیا جس میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شامل تھے۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کرتے ہوئے سنا کہ: اے اللہ! مجھے وفات نہ دینا جب تک کہ مجھے علی دوبارہ دکھا نہ دے۔ پس آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد بھی حضرت علیؓ زندہ رہے اور آپ کی دعا ہی کا یہ خاص معجزہ تھا۔

عام طور پر لوگ یہ پوچھا کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جو معجزے بعض بتائے جاتے ہیں کہ خوراک میں بہت برکت پڑ گئی۔ اس قسم کے معجزے رسول اللہ ﷺ کے متعلق بھی ظاہر ہوتے رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے دعا کے ذریعہ کھانے میں برکت پڑنے کے بے حد معجزے ہیں اور بڑی کثرت سے، بڑی قوی روایتوں سے بیان ہیں اس لئے اس بارہ میں شک کی ادنیٰ سی بھی گنجائش باقی نہیں۔ مثلاً غزوہ احزاب میں تمام مہاجرین اور انصار جب خندق کھود رہے تھے تو بہت سخت بھوک کا وقت تھا۔ عام انصار عرب رواج کے مطابق تو اپنے پیٹ پر ایک پتھر باندھے ہوئے تھے۔ جب ایک موقع پر کسی نے بھوک کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے پیٹ سے پردہ اٹھایا تو دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔ مطلب تھا کہ حضور اکرم ﷺ کو اس وقت سب سے زیادہ بھوک ستا رہی تھی۔ اس زمانے میں ایک صحابی نے آپؐ کی یہ حالت دیکھ کر اپنی بیوی سے جا کر کہا کہ رسول اللہ ﷺ تو بہت سخت بھوکے ہیں کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے۔ اس نے جواب دیا کہ ایک صاع جو اور گھر میں ایک بکری ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو ذبح کیا اور بیوی نے آٹا گوندھا۔ دیگچی پر چڑھایا گیا تو حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت ﷺ کو لینے کے لئے چلے گئے۔ چلنے لگے تو بیوی نے کہا دیکھو آپ کے ساتھ لوگوں کو لا کر مجھے رسوا نہ کرنا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور چپکے سے آپؐ کے کان میں کہا کہ ہم نے آپ کے کھانے کا انتظام کیا ہے۔ آپ چند احباب کے ساتھ تشریف لے چلئے۔ لیکن آپؐ نے اہل خندق کو پکارا کہ آؤ جابر نے دعوت عام کی ہے۔ اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ جب تک میں نہ آؤں چولہے سے دیگچی نہ اتاری جائے اور نہ روٹی پکے۔ آنحضور ﷺ تمام لوگوں کو لے کر روانہ ہوئے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی نے ان کو برا بھلا کہا کہ یہ تم نے کیا کر دیا۔ انہوں نے کہا میں کیا کروں تم نے جو کہا تھا میں نے اس کی تعمیل کر دی تھی۔

آپ آئے تو بیوی نے آپ کے سامنے آٹا پیش کیا۔ آپ نے اس میں اپنا لعاب دہن ملا دیا اور برکت کی دعا دی۔ اس کے بعد آپ نے روٹی پکانے اور سالن نکالنے کا حکم دیا۔ کم و بیش ایک ہزار آدمی تھے سب کھا کر واپس گئے لیکن گوشت اور آٹے میں کوئی کمی نہ ہوئی اور بقیہ کھانا جابر، ان کی بیوی اور ان کے بچوں نے بھی کھایا۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الخندق)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ایک دعا کا ذکر صحیح بخاری میں ان الفاظ میں ملتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے مجھے اپنے سینہ سے چمٹایا اور دعا کی: اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ الْحِکْمَۃَ کہ اے اللہ اسے حکمت سکھا۔ ابو عامر کہتے ہیں کہ ہمیں عبدالوارث نے بتایا کہ آپ نے یہ دعا کی کہ اسے کتاب سکھا۔ (صحیح بخاری کتاب المناقب۔ باب ذکر ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔ بعید نہیں کہ آپ نے کتاب اور حکمت دونوں کی بات کی ہو۔ ایک کے ذہن میں لفظ کتاب رہ گیا اور ایک کے ذہن میں لفظ حکمت۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کتاب کا علم و حکمت عطا کیا گیا تھا جو غیر معمولی تھا۔

حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری کتاب الجہاد میں درج ہے۔ حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب میں نے اسلام قبول کیا تب سے حضرت نبی اکرم ﷺ نے مجھے اپنے پاس آنے سے نہیں روکا اور جب بھی میری طرف دیکھا تبسم فرمایا۔ میں نے آپ کی خدمت میں شکایت کی کہ میں گھوڑے پر مضبوطی سے نہیں بیٹھ سکتا۔ آپ نے اپنا ہاتھ میرے سینہ پر رکھا اور دعا دی: اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْہُ وَاجْعَلْہُ ھَادِیًا مَّھْدِیًّا۔ اے اللہ اسے ثبات عطا کر اور اسے ہادی اور مہدی بنا۔ (صحیح بخاری کتاب الجہاد والسیر باب من لا یثبت علی الخیل)۔ آنحضرت ﷺ کی اس دعا کے بعد آپ نے پچاس مرتبہ مختلف اسلامی مہمات میں حصہ لیا اور کامیاب گھڑ سوار کے طور پر کارہائے نمایاں سرانجام دئے۔ آنحضرت ﷺ نے آپ کو ذی الْکَلَاع اور ذی ظُلَیْم بستیوں کی طرف سالار مقرر کر کے بھیجا تھا اور وہ دونوں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آپ کی رہنمائی میں سر کی گئیں۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب زیر لفظ جریر)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ایک دعا کا ذکر یوں ملتا ہے کہ عَنْ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اَللّٰھُمَّ اسْتَجِبْ لِسَعْدٍ اِذَا دَعَاکَ۔ یہ سنن الترمذی سے روایت لی گئی ہے۔ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے حق میں یہ دعا کی کہ اے اللہ! جب بھی سعد تجھ سے دعا کرے اس کی دعا قبول کرنا۔ (سنن ترمذی کتاب المناقب۔ باب مناقب سعد بن ابی وقاص)۔ آنحضور ﷺ کی اس دعا کے نتیجہ میں، یہ الاصابہ میں نوٹ ہے کہ اس دعا کے نتیجہ میں آپ مستجاب الدعوات مشہور ہوگئے اور آپ کی بددعا سے بھی ڈرا جاتا تھا۔ اور آپ کو دعا کی درخواست کرنے کے بعد اس کی قبولیت کی امید رکھی جاتی تھی۔

(الاصابہ فی تمییز الصحابۃ۔ زیر لفظ سعد بن ابی وقاص)

ایک اور روایت میں حضرت سعد بن ابی وقاص کو لمبی عمر کی بشارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے عطا فرمائی اور یہ حدیث بخاری کتاب الوصایا سے لی گئی ہے۔ خدا تعالیٰ سے علم پا کر دعا کی قبولیت کی اسی وقت اطلاع دینے کا ایک اور واقعہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تعلق رکھتا ہے یعنی جس وقت حضور ﷺ نے دعا کی اسی وقت اللہ تعالیٰ نے آپ کو قبولیت کی بشارت دے دی۔ آپ ابتدائی مسلمانوں میں سے تھے۔ آپ نے مکہ سے مدینہ ہجرت کر لی تھی۔ حجۃ الوداع کے موقع پر مکہ میں بیمار ہوگئے تو فکر لاحق ہوگئی کہ اگر مکہ میں وفات ہوئی تو انجام کے لحاظ سے ہجرت کا ثواب ضائع نہ ہو جائے۔ چنانچہ رسول کریم ان کی بیمار پرسی کے لئے گئے تو انہوں نے اس خدشہ کا اظہار کرتے ہوئے دعا کی خصوصی درخواست کرتے ہوئے کہا حضور میرے لئے دعا کریں کہ اللہ مجھے اس جگہ وفات نہ دے جہاں سے میں ہجرت کر چکا ہوں۔ اس وقت ان کی حالت ایسی نازک تھی کہ انہوں نے اپنے مال وغیرہ کے بارہ میں آخری وصیت بھی لکھوا دی تھی۔

حضور اکرم ﷺ کی دعا یہ تھی: اے اللہ! میرے صحابہ رضوان اللہ علیہم کی ہجرت کو ان کے لئے مکمل فرما اور پھر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس دعا کی قبولیت کی بشارت بھی دے دی تھی اور فرمایا اے سعد! انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ تمہیں لمبی عمر عطا فرمائے گا اور بہت سے لوگ تجھ سے فائدہ اٹھائیں گے اور کئی لوگ نقصان بھی اٹھائیں گے (صحیح بخاری کتاب الوصایا)۔ مراد یہ تھی کہ اگر ان کے دل سے کوئی بددعا نکلی تو وہ بھی چونکہ قبول ہوگی اس لئے بعض لوگوں کو نقصان بھی پہنچے گا۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معجزانہ طور پر شفا پائی۔ آپ عشرہ مبشرہ میں سے وہ صحابی تھے جو سب سے آخر میں فوت ہوئے۔

بخاری کتاب المناقب میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ایک دعا کا ذکر ہے۔ یہ جابر بن عبداللہ کے لئے جو دعا ہے اس کا پس منظر یہ ہے کہ راوی کہتے ہیں کہ جابر بن عبداللہ نے مجھے بتایا کہ ان کے والد عبداللہ مقروض ہونے کی حالت میں وفات پاگئے تھے اور یہ بہت ہی ضروری بات ہے کہ جب کوئی بزرگ باپ فوت ہو جائے اور ابھی اس کا بہت سا قرضہ اتارنے والا ہو تو اولاد کو چاہئے کہ سب سے پہلے اس کا قرضہ اتارنے کی طرف توجہ دے۔

جابرؓ کہتے ہیں میں بہت فکر مند ہوا۔ میرے پاس بہت تھوڑے سے کھجور ہیں اور وہ سارے قرض خواہوں کا قرضہ اتارنے کے لئے کافی نہیں ہو سکتے تو میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میرے پاس ان کھجوروں کی آمد کے علاوہ قرض اتارنے کے لئے کچھ بھی نہیں اور جو قرض ان کے اوپر تھا یعنی عبداللہ پر، جابرؓ کہتے ہیں وہ کئی سال تک میں ادا کرتا رہوں گا۔ پس آپ میرے ساتھ تشریف لے چلیں تا کہ قرض خواہ مجھ سے برا سلوک نہ کریں۔ کیونکہ وہ قرض خواہ بھی مسلمان تھے تو آنحضور ﷺ کی موجودگی کے احترام میں ان کا خیال تھا کہ وہ پھر ان سے نرمی سے پیش آئیں گے۔ چنانچہ آنحضور ﷺ نے کھجوروں کے ایک ڈھیر کے گرد دعا کرتے ہوئے چکر لگایا پھر دوسرے ڈھیر کے گرد دعا کرتے ہوئے چکر لگایا اور اس کے بعد بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اسے ماپو۔ پھر قرض خواہوں کو جو ان کا حصہ تھا پورا ادا کر دیا اور جتنی کھجوریں آپ نے دی تھیں آپ کی دعا کی قبولیت کی برکت سے اتنی ہی کھجوریں باقی رہ گئیں۔ (صحیح بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ فی الاسلام)

قبیلہ دوس جس سے حضرت ابوہریرہؓ کا تعلق تھا، وہ کافی مخالف تھا۔ اور بہت دیر تک وہ ایمان نہیں لایا۔ تو حضرت ابوہریرہؓ کی یہ روایت ہے جو صحیح بخاری میں درج ہے کہ طفیل بن عمرو دوسی اور اس کے ساتھی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ دوس قبیلہ نے انکار کر دیا ہے اور نافرمانی کی راہ اختیار کی ہے۔ آپ اللہ سے ان کے خلاف بددعا کریں۔ کہا گیا کہ اب دوس تو ہلاک ہو چکا ہے۔ لیکن آپ نے دعا یہ کی اَللّٰھُمَّ اھْدِ دَوْسًا وَّ أْتِ بِھِمْ۔ کہ اے اللہ! دوس قبیلہ کو ہدایت دے اور انہیں لے آ۔ (صحیح بخاری کتاب الجہاد و السیر۔ باب الدعاء للمشرکین بالہدیٰ لیتألفہم)

آنحضور ﷺ سے بعض بددعائیں بھی جو تکلیف دہ حالات کے نتیجہ میں آپ کے دل سے نکلی ہیں، وہ بھی درج ہیں لیکن انتہائی تکلیف کے دوران بھی حضور اکرم ﷺ یہی دعا کیا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ کہ ان لوگوں کو پتہ نہیں کس شخص پہ ظلم کر رہے ہیں۔ میری قوم ہے ان کو تو ہدایت عطا فرمایا۔ حضرت ابوہریرہ نے قبولیت دعا کا ذکر بہت ہی عجیب رنگ میں فرمایا ہے۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ، اَعْرَج سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔ وہ کہتے تھے کہ تم خیال کرتے ہو کہ ابوہریرہؓ رسول اللہ ﷺ کی روایتیں کثرت سے بیان کرتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ میں ایک مسکین آدمی تھا۔ میں دل و جان سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتا تھا۔ مہاجرین کو تجارت بازاروں میں مصروف رکھتی تھی اور انصار کو ان کے اموال مصروف رکھتے تھے۔ ایک روز یوں ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون ہے جو اپنا دامن پھیلائے۔ جو ایسا کرے گا وہ اس میں سے جو اس نے مجھ سے سنا ہوگا کچھ بھی نہ بھولے گا۔

تو حضرت ابوہریرہؓ کی جو اس کثرت سے حدیثیں مروی ہیں ان کو یاد رکھنا کوئی معمولی بات نہیں تھی بظاہر ناممکن نظر آتا ہے مگر یہ اس دعا کا معجزہ ہے جس کا حضرت ابوہریرہؓ ذکر فرما رہے ہیں۔

آپ نے فرمایا جو جھولی پھیلائے گا وہ اس میں سے جو مجھ سے سنا ہوگا کچھ بھی نہیں بھولے گا۔ یہ سننا تھا کہ میں نے اپنی چادر پھیلا دی یہاں تک کہ آپ نے اپنی بات پوری فرمائی۔ پھر میں نے اسے سمیٹ لیا۔ اس کے بعد جو کچھ بھی رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے میں اسے کبھی نہیں بھولا۔

(صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابۃ باب من فضائل ابی ہریرۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی والدہ کے حق میں قبولیت دعا کا ایک نشان بیان کرتے ہیں۔ یہ مسلم کتاب فضائل الصحابہ میں سے حدیث لی گئی ہے۔ یہ روایت کرنے والے کا نام یہاں پہ درج نہیں مگر جس نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت سنی ہے انہوں نے ابوہریرہؓ کے حوالہ

خدا کی تقدیر یہ فیصلہ کر چکی ہے کہ ہر سال احمدیت کے حق میں ایک نئی شان لے کر آئے گا۔ ہر سال احمدیت کا سال ہوگا۔

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 020 8265-6000

سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں اپنی والدہ کو اسلام کی طرف دعوت دیتا تھا۔ وہ مشرک تھی۔ ایک دن میں نے اسے دعوت اسلام دی تو اس نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے بارہ میں وہ باتیں سنائیں جو میں سخت ناپسند کرتا تھا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں روتا جاتا تھا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میں اپنی والدہ کو اسلام کی طرف بلاتا تھا لیکن وہ ہمیشہ انکار کر دیتی تھی۔ آج میں نے اسے جب دعوت اسلام دی تو اس نے مجھے آپؐ کے بارہ میں وہ باتیں سنائیں جو میں سخت ناپسند کرتا تھا۔ آپؐ اللہ سے دعا کریں کہ وہ ابوہریرہؓ کی ماں کو ہدایت دے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا کی: اَللّٰھُمَّ اھْدِ اُمَّ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ۔ اے اللہ! ابوہریرہ کی والدہ کو ہدایت دے۔

میں رسول اللہ ﷺ کی دعا سن کر خوشی خوشی آیا۔ جب میں گھر آیا اور دروازے کی طرف گیا تو دروازہ بند تھا۔ میری والدہ نے میرے قدموں کی آہٹ سنی تو کہا ابوہریرہ اپنی جگہ پر کھڑے رہو۔ میں نے پانی گرنے کی آواز بھی سنی۔ وہ کہتے ہیں کہ میری والدہ نے غسل کیا اور لباس پہنا اور جلدی سے اپنی اوڑھنی لی اور پھر دروازہ کھولا اور کہا ابوہریرہ میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور اللہ کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں۔ میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ ابوہریرہ کہتے ہیں میں واپس رسول اللہ ﷺ کی طرف گیا۔ اس دفعہ بھی میں رو رہا تھا مگر یہ آنسو خوشی کے آنسو تھے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرما کر ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دے دی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا بہت اچھا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے اور میری ماں کے لئے اپنے مومن بندے محبوب بنا دے۔ اور ان کے دلوں میں ہم محبوب بنیں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا کی۔ اے اللہ اپنے غلام ابوہریرہ اور اس کی ماں کو مومنوں کا محبوب اور مومنوں کو ان کا محبوب بنا دے۔ اب دیکھو ہر مومن جو مجھے دیکھتا بھی نہیں صرف میرے متعلق سنتا ہے تو مجھ سے محبت کرتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابة بابہ من فضائل ابی هريرة)

وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ایک روایت ہے۔ آپ حضر موت کے رئیس تھے۔ آنحضرت ﷺ نے آپ کے آنے سے پہلے صحابہ کو بشارت دی کہ آپ کے پاس ایک شخص دور کی سرزمین سے بخوشی آنے والا ہے اور وہ اس کے رسول میں رغبت رکھتا ہے اور وہاں کے بادشاہوں کی اولاد باقیہ میں سے ہے۔ چنانچہ آنحضور ﷺ نے ان کو خوش آمدید کہا، اپنے پاس بیٹھنے کو جگہ دی اور انہیں اپنی چادر بچھا کر اپنے ساتھ بٹھایا اور انہیں یہ دعا دی: اَللّٰھُمَّ بَارِکْ فِیْ وَائِلٍ وَّوَلَدِہٖ وَوُلْدِ وَلَدِہٖ۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں حضر موت کا والی مقرر فرمایا اور ان کو جاگیر بھی عطا کی۔ آنحضور ﷺ کی دعا کی وجہ سے صحابہ ان کی بہت تکریم کرتے تھے اور ان کی اولاد در اولاد کو بھی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور امامت میں ان کو ملنے گئے۔ انہوں نے آپ کو انعام و اکرام سے نوازنا چاہا مگر آپ نے لینے سے انکار کر دیا۔

(الاستیعاب ، اسد الغابہ ، الاصابہ)

اب سراقہ کے متعلق یہ حدیث پہلے بھی بارہا احباب سن چکے ہیں۔ یہ بہت ہی مشہور حدیث ہے ہجرت کا واقعہ ہے۔ لمبی حدیث میں سے ایک چھوٹا ٹکڑا آپ کے لئے میں نے چنا ہے۔ یہ بخاری کتاب المناقب میں حدیث درج ہے۔ روایت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ چنانچہ وہ روایت جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’پھر ہم سورج ڈھلنے پر روانہ ہو پڑے۔ سراقہ بن مالک ہمارے پیچھے پیچھے آ رہا تھا۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! ہمارا تعاقب کیا جا رہا ہے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا یعنی غم نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے اس کے لئے بددعا کی جس پر اس کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔ یہ چیز اس کے زمین پر لگنے والے نشانات سے ظاہر ہوتی تھی۔ معلوم ہوتا ہے وہ دونوں ٹانگوں سمیت چھاتی کے بل زمین پر لگ گیا تھا، پورا گھوڑا اندر نہیں گیا لیکن دیکھنے سے یوں لگتا تھا جیسے گھوڑا ریت میں دھنس چکا ہے۔ چنانچہ زبیر نے اس بارے میں شک کا اظہار کیا ہے کہ راوی کو غلطی لگی ہے پورا گھوڑا نہیں دھنسا بلکہ بعض دفعہ گھوڑے چھاتی کے بل گرتے ہیں تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ پورے ریت میں یا کیچڑ میں دفن ہو چکے ہیں۔

اس پر سراقہ نے کہا تم دونوں نے میرے بارے میں بددعا کی ہے۔ اب وہ تو رسول اللہ ﷺ کا مقام نہیں پہچانتا تھا۔ حضرت ابوبکر کو بھی اس دعا میں شامل کیا لیکن دراصل یہ حضرت رسول اللہ ﷺ کی ہی دعا تھی۔ اس نے پھر عرض کی کہ اب میرے لئے دعا کرو خدا تم دونوں کا حامی و ناصر ہو، میں تمہارے پیچھے جس غرض سے آیا تھا اس سے کنارہ کش ہوتا ہوں۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے اس کے لئے دعا کی جس کے نتیجہ میں وہ گھوڑے کے بار بار دھنسنے کی آزمائش سے نجات پا گیا۔ اب اس کے بعد جو باقی واقعہ ہے وہ جھوٹ اُس کا ہے۔ اس کو حضرت ابوبکر نے یا کسی نے جھوٹ بولنے کی تلقین نہیں کی تھی مگر تھا وہ بہر حال مشرک ماحول کا پلا ہوا۔ پھر وہ جس کو بھی ملتا تھا اس سے کہتا تھا کہ میں دیکھ آیا ہوں جس کی تلاش میں تم جا رہے ہو وہ اس طرف نہیں ہے اور جسے بھی ملتا اسے واپس لوٹا دیتا۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اس نے ہم سے جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کر دکھایا یعنی واپس لوٹ گیا یہ وعدہ نہیں کیا تھا کہ میں جھوٹ بولوں گا بلکہ واپس جانے کا جو وعدہ تھا اس نے اسے پورا کر دکھایا۔

(صحیح بخاری، کتاب المناقب ، باب علامات النبوة فی الاسلام)

ایک حدیث میں ایک مغرور شخص کے ہاتھ شل ہونے کا ذکر ملتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم دائیں ہاتھ سے کھانا کھانے کی ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ ایک مغرور شخص حضور کے سامنے بیٹھے کر بائیں ہاتھ سے کھا رہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ اس نے تکبر سے کہا میں اس سے کھا نہیں سکتا۔ چونکہ اس نے غرور سے کہا تھا، آپؐ نے فرمایا خدا کرے پھر ایسا ہی ہوا۔ چنانچہ اس کے بعد ایسا ہوا کہ وہ دائیں ہاتھ کو اٹھا کر اپنے منہ تک نہیں لے جا سکتا تھا اور ہمیشہ کے لئے وہ ہاتھ شل ہو گیا۔ (صحیح مسلم ، کتاب الاشربة۔ باب آداب الطعام و الشراب و احکامها)

آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دعا سے بارش کے نزول کے بہت سے واقعات درج ہیں اور بہت سے واقعات اس سے پہلے بارہا خطبات میں بیان کئے جا چکے ہیں۔ یہ ایک واقعہ میں چنتا ہوں آج کے لئے۔ یہ حسنؓ روایت کرتے ہیں کہ انصار کے ایک قبیلہ کو آنحضور ﷺ نے یہ دعا دی تھی کہ جب ان میں سے کوئی وفات پائے گا تو بادل آئیں گے اور اس کی قبر پر برسیں گے۔ بادلوں کا قبر پر برسنا عام طور پر یہ مشہور ہے کہ اچھی روایت ہے۔ اس سے اس گنہگار کی بخشش کی علامت ہوتی ہے۔ قبر پر تدفین کے بعد پھوار پڑنے کے نظارے تو ہم نے کئی دفعہ دیکھے ہیں اللہ ہی بہتر جانتا ہے اس موقعہ پہ کہ کیوں تھے۔ لیکن اس روایت میں یہ آتا ہے۔ چنانچہ ان کا ایک آزاد کردہ غلام وفات پا گیا۔ اس دعا کے بعد پہلا واقعہ جو وفات کا ہوا وہ اس آزاد کردہ غلام کا تھا۔ مسلمانوں نے کہا کہ آج ہم رسول اللہ ﷺ کے قول ’’مَوْلَی الْقَوْمِ مِنْ اَنْفُسِہِمْ‘‘ یعنی کسی گروہ کا آزاد کردہ انہی میں سے ہوتا ہے کی صداقت بھی دیکھیں گے۔ چنانچہ جب اس کو دفن کر چکے تو بادل آئے اور اس کی قبر پر بارش برسائی۔

(کنزالعمال جلد ۷ صفحہ ۱۳۶۔ ایڈیشن اول مطبوعہ حیدرآباد دکن)

آخر پر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک دو اقتباس آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ چونکہ اس خطبہ کا ابھی ترجمہ ہونا ہے اور بڑی محنت سے ہمارے مربی تیاری کر رہے ہیں اس لئے میں اس خطبہ کے بعد نماز سے پہلے، بیٹھ کر انتظار کروں گا۔ جب وہ مربی خطبہ کا ترجمہ پیش کر چکیں گے اس کے بعد پھر نماز کے لئے تکبیر کہی جائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’جو شخص مشکل اور مصیبت کے وقت خدا سے دعا کرتا ہے اور اس سے حلِّ مشکلات چاہتا ہے وہ بشرطیکہ دعا کو کمال تک پہنچا دے خدا تعالیٰ سے اطمینان اور حقیقی خوشحالی پا لیتا ہے اور اگر بالفرض وہ مطلب اس کو نہ ملے تب بھی کسی اور قسم کی تسلی اور سکینت خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کو عنایت ہوتی ہے اور وہ ہرگز ہرگز نامراد نہیں رہتا اور علاوہ کامیابی کے ایمانی قوت اس کی ترقی پکڑتی ہے اور یقین بڑھتا ہے لیکن جو شخص دعا کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف منہ نہیں کرتا وہ ہمیشہ اندھا رہتا ہے اور اندھا ہی مرتا ہے۔ .... جو شخص روح کی سچائی سے دعا کرتا ہے وہ ممکن نہیں کہ حقیقی طور پر نامراد رہ سکے بلکہ وہ خوشحالی جو نہ صرف دولت سے مل سکتی ہے اور نہ حکومت اور نہ صحت سے بلکہ خدا کے ہاتھ میں ہے جس پیرایہ میں چاہے وہ عنایت کر سکتا ہے ہاں وہ کامل دعاؤں سے عنایت کی جاتی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ چاہتا ہے تو ایک مخلص صادق کو عین مصیبت کے وقت میں دعا کے بعد وہ لذت حاصل ہو جاتی ہے جو ایک شہنشاہ کو تخت شاہی پر حاصل نہیں ہو سکتی۔ سو اسی کا نام حقیقی مرادیابی ہے جو آخر دعا کرنے والوں کو ملتی ہے‘‘۔ (ایام الصلح صفحہ ۷۔۸)

پھر فرماتے ہیں: یہ ایک دوسرا اقتباس ہے۔ ’’تقویٰ ہی ایک ایسی چیز ہے جس کو شریعت کا خلاصہ کہہ سکتے ہیں اور اگر شریعت کو مختصر طور پر بیان کرنا چاہیں تو مغز شریعت تقویٰ ہی ہو سکتا ہے۔ تقویٰ کے مدارج اور مراتب بہت ہیں۔ لیکن اگر طالب صادق ہو کر ابتدائی مراتب اور مراحل کو استقلال اور خلوص سے طے کرے تو وہ اس راستی اور طلب صدق کی وجہ سے اعلیٰ مدارج کو پا لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ۔ .... ہماری جماعت کو لازم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو ہر ایک ان میں سے تقویٰ کی راہوں پر قدم مارے تا کہ قبولیت دعا کا سرور اور حظّ حاصل کرے اور زیادتیٔ ایمان کا حصہ لے‘‘۔ (رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۱۳۳)

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

پاکستان کی فوجی حکومت کے حالیہ اقدامات پر

چند ادیبوں اور دانشوروں کے تبصرے

(رشید احمد چوہدری)

ناکامی سی ناکامی

(۱) عبداللہ ملک لکھتے ہیں:

"فوجی حکومت عوام کو مطمئن کرنے میں ناکام رہی ہے اور سچ یہ ہے کہ **یہ ناکامی سی ناکامی ہے کہ کل بڑے طمطراق سے چیف ایگزیکٹو اپنے ایک فیصلہ کا اعلان کرتے ہیں لیکن مولوی مشائخ اور ان کے ہمنوا جو عوام کے ووٹ کبھی حاصل نہیں کر پاتے وہ صرف اپنی اسٹریٹ فورس کے بل بوتے پر حکومت اوروہ بھی فوجی حکومت کو گھٹنے ٹیکنے پرمجبور کردیتی ہے۔** کل تک یہ فوجی حکومت نواز شریف کی حکومت کے مقابلہ میں اپنی مقبولیت کا جواظہار کررہی تھی تو یہ اس حکومت اور فوج کی بالادستی کی مقبولیت نہ تھی بلکہ لوگوں کو یہ توقع تھی کہ یہ حکومت اپنے فیصلوں پر عملدر آمد کی اہلیت کا بھرپور اظہار کرے گی۔

جناب جاوید جبار نے جوہر پالیسی کی بڑی دانشوری کے ساتھ مدافعت کرتے ہیں کبھی یہ بھی سوچاکہ امریکہ اور مغرب و مشرق نے آہستہ آہستہ جو اس فوجی اور غیر جمہوری اور غیر منتخب حکومت کو قبول کیاہے اور عالمی مالیاتی اداروں نے بھی مالی معاونت کا سلسلہ جاری رکھنے کا عندیہ دیاہے تو وہ فقط اس بنا پر دیاہے کہ یہ فوجی حکومت اپنے فیصلوں کے نفاذ اور عملدر آمد میں سابقہ جمہوری اور منتخب حکومتوں کے مقابلہ میں زیادہ مؤثر ثابت ہوگی لیکن **اب جس انداز سے یہ حکومت بھی اپنے فیصلوں کے عملدرآمد اور نفاذ سے پسپائی اختیار کرنے لگی ہے تو مغرب ، امریکہ اور عالمی مالیاتی اداروں کا بھی اس حکومت پر سے اعتماد اٹھ جائے گا"۔**

(ہفت روزہ نیشن لندن ۹/جون ۲۰۰۰ء)

☆......☆......☆

(۲) نجم سیٹھی صاحب "جنرل مشرف ہارنہ مانیں" کے عنوان سے رقمطراز ہیں:

"فوجی حکومت کے ماہرین کا خیال تھا کہ ناموس رسالت کے قوانین کے طریق کار میں مجوزہ ترامیم پرپسپائی اختیار کر کے وہ ملاؤں کو خوش اور اپنی حکومت کی قلعہ بندیوں کو محفوظ کرلیں گے مگر یہ مفروضہ غلط ثابت ہوا۔ خوش ہونے کی بجائے ملاں بپھر گئے اور اب مزید "مراعات" کا مطالبہ کر رہے ہیں یعنی دوسری باتوں کے علاوہ اتوار کی بجائے جمعہ کی تعطیل اور ۱۹۷۳ء کے ترمیم شدہ آئین کی تمام "اسلامی" شقوں کو عبوری آئینی حکم میں شامل کرنے کا مطالبہ کررہے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ جی ایچ کیو کی طرف سے ہماری سیاسی تاریخ پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے بھی ہمارے جرنیلوں پر واضح ہو جانا چاہئے تھاکہ جب بھی کوئی حکومت ملاؤں کے سامنے ایک انچ بھی پیچھے ہٹی ہے تو وہ ہمیشہ ایک گز پیچھے ہٹنے کا مطالبہ کرتے رہے ہیں مگر راولپنڈی کو تو اصلاحی پالیسیوں کے اعلان کی جلدی ہے اوراس سے بھی زیادہ عجلت میں انہیں منسوخ کردیا جاتاہے۔

مُلّاں اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک مملکت ان کے سامنے سر نگوں نہ ہو جائے ۔ آج وہ کابینہ کے سینئر ارکان کو مغربی استعماری نظام کے سیکولر ایجنٹ ہونے کا غلط طور پر ہدف بنارہے ہیں ۔ کل وہ چیف ایگزیکٹو کو بھی یہی کچھ کہیں گے جنہوں نے کابینہ کے ان لوگوں کا تقرر کیا ہے ۔اصل میں جنرل پرویز مشرف کے خلاف ایک سخت حملہ پہلے ہی سے قاضی حسین احمد کی طرف سے شروع کیا جاچکاہے جس نے سارے ملک کے اخباروں کو اداریے لکھنے کی ترغیب دی کہ وہ اپنے مخصوص اشتعال انگیز تبصروں سے باز رہیں۔ اس کے بعد کیاہوگا؟ کیاجنرل صاحب اپنااعلان کردہ اسلامی ایجنڈاترک کر دیں گے کیونکہ اس ملک کو تباہ کرنے والے تمام مفاد پرست ان کے خلاف محاذ بنانے کاخطرہ پیدا کر رہے ہیں۔

جنرل پرویز مشرف صاحب! ہماری بات بھی سنیں۔ تمام مفاد پرست ایک عظیم مصلح کے سامنے کاغذی شیر ثابت ہوتے ہیں۔اگر آپ ڈٹ گئے اوران کے ساتھ لڑے تو آپ جیت جائیں گے۔اگر آپ ان کے سامنے دب گئے تو آپ لڑے بغیر ہار جائیں گے۔ اگر آپ قائداعظم کے پاکستان کو بچاناچاہتے ہیں توہارنہ مانیں۔

(ہفت روزہ نیشن لندن ۲/جون ۲۰۰۰ء)

☆......☆......☆

(۳) واجد شمس الحسن کی طرف سے ویکلی اخبار نیشن لندن میں ایک آرٹیکل انگریزی میں شائع ہوا جس میں انہوں نے کہاہے کہ:

"گزشتہ سال جب جنرل پرویز مشرف نے حکومت سنبھالی تواس نے اعلان کیاکہ وہ قائداعظم کے پاکستان کو واپس لائے گا اور اسی جمہوریت کو دوبارہ ملک میں رائج کرے گا۔ پوری قوم نے اس عزم کا خیر مقدم کیا اور سمجھا کہ اب نواز شریف کا ضیاء مشن کو جاری رکھنے اور ملک میں اسلام کے نام پر ضیاء برانڈ کی شریعت نافذ کرکے مختار کل بننے کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہوسکے گا۔

جنرل مشرف نے جب ایک پریس کانفرنس میں یہ کہاکہ وہ دینی جماعتوں کے مطالبات پر غور کرنے کے لئے راضی ہے تو قوم اس سے یہ توقع کر رہی تھی کہ وہ ان دینی جماعتوں کے نامعقول مطالبات کے سامنے گھٹنے نہیں ٹیکے گا کیونکہ **پاکستان کی گزشتہ تاریخ میں واضح طورپر نظر آتا ہے کہ کئی حکومتوں نے متعدد بار ان دینی فرقہ وارانہ جماعتوں کے آگے بلیک میل کی وجہ سے ہتھیار پھینک دئے اور انہیں ملکی سیاست میں ان کے قد اور وزن سے بہت زیادہ مراعات سے نوازا۔**

جنرل ضیاء نے سب سے بڑا جرم یہ کیاجب اس نے ملک کے نظم و نسق کو سنبھالنے کے لئے Devide & Rule کی پالیسی کو اپنایااور ملک میں جداگانہ انتخابات کا سسٹم جاری کیا۔ مخلوط انتخاب کے سسٹم کوبدل کر ضیاء نے پاکستانی عوام کوان کے مساوی حقوق سے محروم کیا۔ ان حقوق کا جن کا اعلان قائداعظم نے اپنی ۱۱/اگست ۱۹۴۷ء کی تقریر میں کیا تھااور دوٹوک الفاظ میں کہہ دیا تھاکہ تم کسی بھی رنگ و نسل یامذہب سے تعلق رکھتے ہو سیاسی طور پر ملک کے برابر کے شہری ہوگے۔ تم اپنے مندروں میں مسجدوں میں یاگرجوں میں جانے کے لئے آزاد ہوگے اور حکومت کواس سے کوئی سروکار نہ ہوگا۔

جب جنرل پرویز مشرف نے مخلوط انتخابات کودوبارہ رائج کرنے کااعلان کیاتواس کو تاریخی فیصلہ قرار دیا گیااور پاکستان میں بسنے والے تمام گروہوں کو مساوی حقوق کے حامل قرار دینے کو بہت بڑا قدم قرار دیا۔امید کی جاتی ہے کہ جنرل صاحب اپنے اس قول پر ثابت قدم رہیں گے اور ایسے معاملات میں جہاں قائداعظم کے تصور پاکستان کو کوئی زد پہنچے واپسی کاراستہ اختیار نہیں کریں گے"۔

"پاکستان کا ذی ہوش طبقہ توہین رسالت کے قانون کے سلسلہ میں ملٹری حکمرانوں کے بعجلت پسپاہو نے پراظہار افسوس کررہاہے ۔ حکومت کے میڈیا کے ساتھ تعلق رکھنے والے کارکنان بجائے اس کے کہ رجعت پسند طبقے کا مردانہ وار مقابلہ کرتے گھٹنوں کے بل جھک گئے اور بلا وجہ شرمناک رویہ کے ساتھ معذرت کرنے لگے ۔ وہ ان دینی گروہوں کو قطعی طور پر یہ بتانے میں ناکام رہے کہ توہین سالت کے بارے میں ان کا تصور اور طریقِ کار رسول کریم ﷺ کی زندگی سے ہرگز مطابقت نہیں رکھتا۔ رسول کریم ﷺ نے اس سلسلہ میں نہایت رحمدلانہ رویہ رکھتے ہوئے ان لوگوں کو معاف کردیا تھا جنہوں نے آپ پر پتھر برسائے، گندگی پھینکی اور آپؐ کے مشن میں ہر طرح سے روڑے اٹکائے"۔

"اس قانون کا سب سے زیادہ غلط استعمال کیا گیا۔ اقلیتی گروہ کے کئی معصوم افراد اس قانون کی بھینٹ چڑ گئے یا ظالمانہ تشدد کا شکار بنے۔ صرف اقلیتی فرقہ کے لوگ ہی نہیں بعض مسلمان بھی اس ظلم کا نشانہ بنے"۔

اسی وجہ سے ملک کے ذی ہوش طبقہ نے جنرل مشرف کے اس اعلان کا خیر مقدم کیا تھاکہ وہ توہین رسالت کے قانون کو غلط استعمال سے بچانے کے لئے اس کے طریق کار میں معمولی تبدیلی لانا چاہتے ہیں جس سے قانون کے مقصد اور افادیت پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ مگر ظلمت پسندوں نے اس کے خلاف تحریک چلائی اور انہوں نے جمعہ کی چھٹی، مخلوط انتخابات سے دستبرداری، مدرسوں کو مذہبی فرقہ دارانہ بنیادوں پر چلانے کی آزادی وغیرہ مطالبات کرنا شروع کر دئے۔ یہ وقت تھاکہ حکمران مضبوطی سے اپنے مؤقف پر ڈٹے رہتے ۔ مگران ترقی کی دشمن تحریکوں کے بلیک میل کی وجہ سے حکومت کا ہتھیار ڈال دینا قائداعظم کے پاکستان کے تصور کی مذمت کرنے اور پاکستان کے آئیڈیالوجی ملیامیٹ کرنے کے مترادف ہے"۔

(ہفت روزہ نیشن لندن ۔ ۲/جون ۲۰۰۰ء)

☆......☆......☆

"جمہوریت ، ڈاکومیٹیشن اور سیکولرازم" کے عنوان سے اعظم سلطان سہروردی ایڈووکیٹ لکھتے ہیں:

"جنرل پرویز مشرف نے توہین رسالت کے قانون میں ترمیم کے بارے میں علماء کے دباؤ پر جب یوٹرن (U-Turn) لیا اور اعلان کر دیا کہ توہین رسالت کے جرائم باقی ماندہ جرائم کے علاوہ قابل دست اندازی پولیس رہیں گے اور بغیر کسی ابتدائی انکوائری پولیس اس جرم کے سلسلے میں پیش قدمی کر سکے گی تو مارکیٹ میں پرویز مشرف حکومت کا سٹاک ۵۰ فیصد گر گیا۔ اس سے مشرف حکومت کو یہ اندازہ ہوگیا کہ جو حکومتیں ایک قدم آگے بڑھا کر پیچھے ہٹ جاتی ہیں وہ زیرو ہو جاتی ہیں۔ یا تو حکومت کو کوئی قدم آگے بڑھانا ہی نہیں چاہئے اور پرانے قوانین کے مطابق ہی معاملات کو بہتر بنانے کی کوشش کرنی چاہئے اور اگر کوئی حکومت قدم آگے بڑھاتی ہے تو اسے پیچھے نہیں ہٹنا چاہئے۔ پیچھے ہٹنے والوں کے لئے اس دنیا میں کوئی پذیرائی نہیں۔ ذلت ایسے لوگوں کا مقدر بن جاتی ہے۔

توہین رسالت کے قانون پر مؤقف سے ہٹنے پر جو سبق پرویز حکومت نے سیکھا اس نے تاجروں کے خلاف انٹرایکشن میں بڑی مدد کی ۔ پرویز مشرف حکومت کو یہ سمجھ آگئی کہ اب جب آگے بڑھ جاؤ تو پیچھے نہیں ہٹنا۔ اب آگے بڑھ گئے ہیں تو مضبوط قدموں کے ساتھ قائم رہنا چاہئے۔ اورجب پرویز مشرف حکومت اپنے مؤقف پر ڈٹ گئی تو ملک کا بچہ بچہ حکومت کے ساتھ ہوگیا اور تاجروں کے لئے کہیں کوئی ہمدردی باقی نہ رہی۔

.... پرویز مشرف حکومت کے وزیر داخلہ اس جرأت کا مظاہرہ نہیں کر رہے جتنی جرأت کا پرویز مشرف مالک ہونے کا تاثر دیتے ہیں۔ مولوی صاحبان کی جانب سے اپنے خلاف ان اعتراضات پر کہ انہوں نے پاکستان کو ایک سیکولر سٹیٹ بنانے کا عندیہ کیوں دیاہے؟ وزیر داخلہ نے یہ بیان دیاکہ میں

باقی صفحہ نمبر ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں

پاکستان کے ایک عالمِ دین کی طرف سے

وفات مسیح کا واضح اعتراف

(دوست محمد شاهد۔ مؤرخ احمدیت)

جناب محمد حسین صاحب قرشی پاکستان کے ایک معروف عالم دین ہیں۔ درج ذیل اہم اقتباس ان کی کتاب "قرآن سے قرآن تک" سے ماخوذ ہے۔ یہ کتاب دوست ایسوسی ایٹس الکرم مارکیٹ اردو بازار نے ۱۹۸۸ء میں شائع کی ہے۔

☆......☆......☆

"وفات مسیح

اِنِّی مُتَوَفِّیْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَیَّ(آل عمران ۳:۵۴) اے عیسٰی میں تجھے وفات دینے والا ہوں۔ اور اپنی طرف تیرا رفع کرنے والا ہوں (ترجمہ، محمد علی) مُتَوَفِّیْكَ تَوَفَّاهُ اللّٰه ۔ اِذَا قَبَضَ رُوْحَهٗ (تاج العروس) قبضَ نفسه(لسان العرب) اس کے کوئی معنی سوائے قبض نفس یا روح کے کسی لغت میں نہیں آئے۔ خود قرآن نے بھی صراحت فرمائی ہے۔ اَللّٰهُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِی لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا(الزمر ۳۹:۴۲)...... تَوَفَّاهُ اللّٰه میں صرف نفس یا روح کا لینا اہل لغت کا فیصلہ ہے اور اشعار جاہلیت کی، قرآن کریم کی، حدیث کی، علم ادب کی ایک بھی مثال اس کے خلاف پیش نہیں کی جاسکتی۔ (صفحہ ۳۳۰)

اسی طرح اگر یہ ممکن ہے کہ ایک شخص مع جسد عنصری آسمان پر چلا جائے تو اس پر بروئے لغت عرب تَوَفَّاهُ اللّٰه کا محاورہ بولنا جائز نہیں۔ اس کے لئے کوئی اور لفظ چاہئے...... امام المفسرین حضرت ابن عباسؓ سے خود بخاری میں مُتَوَفِّیْكَ کے معنی مُمِیْتُكَ مروی ہیں۔ یعنی تجھے موت دینے والا ہوں۔ (صفحہ ۳۳۱)

حضرت مسیحؑ کی وفات کے نام پر بعض لوگ قرآنی تصریحات کے باوجود بہت گھبراتے ہیں اور اس کو نیا عقیدہ خیال کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ قرآن شریف اور احادیث میں حضرت عیسٰی کے زندہ آسمان پر ہونے کا ذکر ہے۔ حالانکہ قرآن شریف اور حدیث میں حیات مسیح کا مطلق کوئی ذکر نہیں بلکہ دونوں جگہ آپ کی وفات کا ذکر ہے اور حیات مسیح جو اجماع امت سمجھا جاتا ہے، اس کا یہ حال ہے کہ چار ائمہ میں سے ایک امام مالک کھلے طور پر وفات مسیح کے قائل ہیں۔ چنانچہ ان کا یہ عقیدہ "عتبیہ" اور "مجمع البحار" میں صاف الفاظ میں لکھا ہوا موجود ہے۔ قَالَ مَالِكٌ مَاتَ ۔ اور باقی تین اماموں میں سے صراحت سے کوئی حیات مسیح کا قائل نہیں۔ پس اصل عقیدہ اہل سنت والجماعت کا وفات مسیح ہے نہ کہ حیات مسیح ...... مسلمانوں کے اس مشہور خیال سے کہ حضرت مسیحؑ زندہ آسمان پر ہیں، عیسائی فائدہ اٹھا رہے ہیں اور مسلمانوں کو یہ کہہ کر گمراہ کر رہے ہیں کہ تمام رسول بروئے قرآن کھانے پینے کے محتاج تھے۔ مگر مسیح کا جسم ایسا ہے کہ وہ دو ہزار سال سے خورونوش کے بغیر آسمان پر زندہ موجود ہے۔

(صفحہ ۳۳۱،۳۳۲)

حدیث میں وفات مسیح

کوئی مرفوع حدیث مسیح کے جسد عنصری سمیت زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کی مؤید موجود نہیں ہے۔ بلکہ وفات کی تائید میں بہت حدیثیں ملتی ہیں مثلاً حدیث معراج میں وفات یافتہ انبیاء کے ساتھ حضورؐ نے حضرت مسیحؑ اور حضرت یحیٰؑ کو ایک ہی جگہ دیکھا اور پھر وہ مشہور حدیث لو کان موسیٰ و عیسیٰ حَیَّیْنِ لَمَا وَسِعَهُمَا اِلَّا اتِّبَاعِی اگر موسیٰؑ اور عیسیٰؑ زندہ ہوتے تو انہیں میرا اتباع کرنا پڑتا۔ اور وہ حدیث جس میں اِنَّ عِیْسٰی عَاشَ عِشْرِیْنَ وَمِائَةَ سَنَةٍ عیسی ایک سو بیس برس زندہ رہے اور یہ وہ بات ہے جو نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں، مجھے جبرئیل نے بتائی۔ (صفحہ ۳۳۲)

رفع مسیح

رَافِعُكَ اِلَیَّ (ال عمران :۵۴) اے مسیح اپنی طرف تیرا رفع کرنے والا ہوں (ترجمہ ایضاً)۔ اس سے مراد قرب و درجہ کی بلندی ہے۔ عربی زبان میں کہتے ہیں نِسَاءٌ مَرْفُوْعَاتٌ جس کے معنے لسان العرب نے نِسَاءٌ مکرمَاتٌ یعنی معزز عورتیں دیئے ہیں۔ قرآن میں ہے خَافِضَةٌ رَافِعَةٌ (واقعة ۵۶:۴) کسی کو بلند کرنے والی۔ یہاں زجاج نے یہ معنی کئے ہیں کہ قیامت گنہگاروں کو ذلیل اور فرمانبرداروں کا رفع کرے گی۔ یعنی ان کے مراتب بلند کرے گی ۔ فِی بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ (نور ۲۴:۳۶) یہاں ترفع کے معنی تعظیم ہیں (لسان العرب) یعنی ان گھروں کی تعظیم کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ لَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا (اعراف ۷:۱۷۶) اگر ہم چاہتے تو آیات کے ذریعے اس شخص کو (مرتبہ کی) بلندی بخشتے۔ تفاسیر میں بھی لکھا ہے رفع الی منازل الابرار (بیضاوی) یا الی منازل العلماء یا الی الجنة (فتح البیان) یعنی نیکوں یا علماء کے مقام کی طرف یا جنت کی طرف۔ اسی آیت (رَافِعُكَ) کے نیچے ابن جریر لکھتے ہیں والرَّفْعُ یَضُمُّ مَعَانِی کَثِیْرَةً مِنْهَا الرَّفْعُ فِی الْمَنْزِلَةِ عِنْدَهٗ وَ مِنْهَا الرَّفْعُ فِی شَرَفِ الدُّنْیَا وَمَكَارِمِهَا وَمِنْهَا الرَّفْعُ فِی الذِّكْرِ الْجَمِیْلِ وَالثَّنَاءِ الرَّفِیْعِ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے حضور مرتبہ بلند دنیا میں عزت و مکرمت، اچھی شہرت وغیرہ سب رفع میں داخل ہیں۔

(صفحہ ۳۳۲،۳۳۳)

حدیث رفع

احادیث رفع کے معنی کا قطعی فیصلہ کر دیتی ہیں۔ دو سجدوں کے درمیان میں جو دعا کی جاتی ہے اس میں یہ لفظ آتا ہے وَارْفَعْنِی (اے خدا مجھے رفع دے)۔ کیا آج تک کسی مسلمان کے وہم میں یہ گزرا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں جسم سمیت آسمان پر اٹھالے؟

ترمذی میں ہے یُرِیْدُالنَّاسُ اَنْ یَّضَعُوْهُمْ وَ یَاْبَی اللّٰهُ اِلَّا اَنْ یَّرفَع۔ لوگ ان کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے رفع کے سوا اور کچھ نہیں چاہتا۔ یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو مع جسم آسمان پر اٹھالے جانا چاہتا ہے۔ پھر حدیث میں بار بار آتا ہے فتواضعو یرفعکم اللّٰه تواضع کرو اللہ تمہیں بلند کرے گا ۔ فاذَا تَوَاضَعَ رَفَعُه اللّٰه بِالسِّلْسِلَةِ اِلَی السَّمَاءِ السَّابِعَةِ(کنزل العمال جلد ۲ صفحہ ۲۶)۔ جب بندہ تواضع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے زنجیر کے ساتھ ساتویں آسمان پر رفع کرتا ہے۔ یہاں رفع بھی ہے، ساتوں آسمان بھی ہیں اور زنجیر بھی ہے مگر پھر بھی رفع جسم مراد نہیں بلکہ قرب مراد ہے۔

اسی معنی پر ایک قرینہ رَافِعُكَ اِلَیَّ میں لفظ اِلَیَّ بھی ہے کیونکہ یہ رفع اللہ کی طرف ہے۔ آسمان کی طرف رفع کا ذکر قرآن کریم میں کہیں نہیں۔ اللہ تعالیٰ کوئی جسم نہیں جو آسمان پر ہو۔ اللہ کا مکان میں ہونا بالاتفاق ممتنع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں جہاں بھی اللہ یا رب کی طرف جانے کا ذکر ہوتا ہے انتقال جسمانی نہیں بلکہ قرب روحانی مراد ہوتا ہے۔ جیسے اِرْجِعِی اِلٰی رَبِّكِ. اِنَّا اِلَیهِ رَاجِعُوْنَ۔ اِنِّی ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّی۔ اِتَّخَذَ اِلٰی رَبِّهٖ سَبِیْلًا ۔ امام رازی نے "تفسیر کبیر" میں صفائی سے لکھ دیا ہے۔ رَفَعَهٗ فِی قَوْلِهٖ رَافِعُكَ اِلَیَّ هُوَالرِّفْعَةُ بِالدَّرَجَةِ وَ الْمَنْقَبَةِ لَابِالْمَكَانِ وَالْجِهَةِ یعنی رَافِعُكَ اِلَیَّ سے مراد درجہ اور مرتبہ میں بلندی ہے نہ کہ مکان اور جہت کی بلندی۔ (صفحہ ۳۳۳)

سورۃ نساء میں ذکر مسیحؑ

مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ (النساء ۴:۱۵۶) نہ اسے قتل کیا گیا نہ اسے صلیب پر مارا مگر وہ ان کے لئے اس جیسا بنا دیا گیا ہے ۔ (ترجمہ ،محمد علی) اس کے معنی غلطی سے یوں کئے جاتے ہیں کہ کوئی شخص مسیح کا مشابہ بنا دیا گیا ......الفاظ قرآنی اس (مفہوم) کو ہرگز برداشت نہیں کرتے۔ ضمیر جو شبہ میں ہے وہ صرف حضرت مسیحؑ کی طرف جاسکتی ہے جن کا ذکر چل رہا ہے اور کسی ایسے شخص کی طرف ہرگز نہیں جاسکتی جس کا ذکر قرآن شریف میں کہیں بھی نہیں بلکہ صحیح حدیث میں بھی نہیں جو مسیح کی جگہ قتل و صلیب کی موت سے مرا ہو .... کسی دوسرے مقتول یا مصلوب کا یہاں اشارہ تک نہیں۔

تاریخ بھی نہایت صفائی سے کہتی ہے کہ مسیح صلیب پر چڑھائے گئے مگر مصلوب نہیں ہوئے بلکہ زندہ اترے البتہ......وہ مصلوب یا مقتول کے مشابہ ہو گئے۔ مرقس ۱۵:۲۵ کے مطابق چھ گھنٹے اور یوحنا ۱۹:۱۴ کے مطابق تین گھنٹے سے بھی کم صلیب پر رہے...... مسیح کو دفن نہیں کیا گیا بلکہ ایک کھلی جگہ میں رکھ کر سامنے ایک پتھر رکھ دیا گیا جس سے ہوا اندر جاتی رہی (مرقس ۱۵:۴۶) حالانکہ جس کو دفن کیا جاتا ہے اس کے لئے ہوا کے آنے جانے کا راستہ نہیں رکھا جاتا .... تیسرے دن جب مریم مگدلینی وغیرہ آئیں تو پتھر کو دروازہ سے ہٹا ہوا پایا (مرقس ۱۶:۴) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پتھر ہٹا کر مسیح کو اندر سے نکالا گیا ...... (یوحنا ۲۰:۱۵) سے ثابت ہوتا ہے کہ مریم مگدلینی نے حضرت مسیح کو دیکھا تو انہیں باغبان سمجھا جس سے معلوم ہوا کہ آپ نے بھیس بدلا ہوا تھا ۔ کئی دن بعد جب حواریوں نے مسیح کو دیکھا تو ان کے ہاتھوں پر کیلوں کے زخموں کے نشان باقی تھے (یوحنا ۲۰:۲۵ سے ۲۸) لوقا ۲۴:۳۹ تا ۴۴ سے ثابت ہے کہ واقعہ صلیب کے بعد حواریوں کے ساتھ مل کر آپ نے بھنی ہوئی مچھلی اور شہد کھایا۔ جلیل تک پیدل سفر کیا۔

(متی ۲۸:۱۰)

مسیح صلیب پر چڑھے مصلوب کی طرح مگر مصلوب نہیں ہوئے یعنی صلیب پر مرے نہیں...... ...... یہ تاریخی واقعات ہیں جن پر ساری انجیلیں متفق ہیں ۔ ان سے عیسائیوں پر اتمام حجت ہو سکتا ہے کیونکہ یہ اسناد ان کے نزدیک مسلّم ہیں۔

اگر ان کے سامنے ایک نئی کہانی بنا کر رکھ دیں کہ ان کا ہم شکل مصلوب ہو گیا تھا اور وہ آسمان پر چلے گئے تو اس سے کہانی کا مصنف صرف اپنا دل خوش کر سکتا ہے، دوسری قوم پر اتمام حجت نہیں کر سکتا۔ یہ روایت نہ قرآن میں ہے، نہ حدیث میں، نہ انجیل میں اور نہ کسی تاریخ میں .... اگر کسی کو ہمشکل بنائے بغیر خدا تعالیٰ مسیحؑ کو اٹھالیتا تو کیا یہودی اس کو آسمان سے پکڑ لاتے، جو خدا نے ایک ہمشکل بنا کر ان کو دھوکے میں ڈال دیا؟ پھر اس روایت کی کئی متضاد شکلیں ہیں:

☆......۱۔ مسیح کے کہنے پر ایک حواری نے ہم شکل ہونا قبول کیا۔ ایک نبی کی شان کے خلاف ہے کہ ایک بے گناہ کو بے ضرورت مروا دے۔

☆...... ۲۔ وہ ایک منافق تھا۔

☆...... ۳۔ جو پکڑنے آیا تھا وہ ہم شکل بنا دیا گیا۔

تعجب ہے ۔ ان دونوں صورتوں میں کوئی واویلا نہ ہوا اور نہ بتایا گیا کہ میں کون ہوں؟

☆...... ۴۔ یہود نے جب مسیح کو نہ پایا تو خود ہی ایک یہودی کو پکڑ کر صلیب دے دیا تا کہ لوگوں کو پتہ نہ لگ جائے کہ مسیح آسمان پر چلا گیا اور کسی کو قریب نہ آنے دیا۔

یہ سب اٹکل پچو روایتیں ہیں ۔ ایک بات پر اعتراض ہوا تو دوسری بنالی، دوسری پر ہوا تو تیسری بنالی........... آج تک کسی جیل خانے کے مفرور کی نسبت یہ خیال کسی شخص نے نہیں کیا کہ وہ آسمان پر چلا گیا ہو گا۔ آسمان پر جاتے ہوئے تو ایک شخص نے بھی نہ

دیکھا اور یوں ان کے حوالات سے غائب ہو جانے پر سب لوگ سمجھ لیتے کہ ضرور آسمان پر گئے ہیں یہ کس قدر بعید از قیاس ہے۔

خود قرآن مجید سے ثابت ہے کہ جب یہود نے ان کو مصلوب کرنے کی تدبیریں کیں تو خدا نے ان سے وعدہ کیا کہ میں تجھ کو طبعی موت ماروں گا۔ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي (جب تو نے مجھے طبعی وفات دی) آسمان پر زندہ لے جانے کا نہ کہیں وعدہ ہے اور ذکر۔ پس نفی قتل و صلب کر کے مقتول و مصلوب کی شبیہ قرار دے کر اور پھر طبعی وفات کا ذکر کر کے معاملہ صاف کر دیا ہے۔

مَا قَتَلُوْهُ يَقِينًا (راغب) یعنی اس کے مصلوب ہونے کا علم یقینی کے ساتھ نہیں جانا...... کسی دوسرے کے قتل کا یہاں کوئی ذکر نہیں۔

تاریخ سے ثابت ہے کہ یہود و نصاریٰ دونوں شک میں رہے بقول لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ کسی کو بھی قتل کا یقین نہیں ہوا۔ تین گھنٹے کے اندر اندر صلیب سے اتر آنا، ٹانگیں نہ توڑا جانا، پیلاطوس کا شک کرنا، پتھر کا ہٹا ہوا پایا جانا، حواریوں سے خفیہ ملاقاتیں۔ کیا یہ صریح امور نہیں۔ جن کا لازمی نتیجہ شک ہونا چاہئے۔ جو دونوں گروہوں کے دلوں میں پیدا ہوا۔ اگر وہ آسمان پر چلے گئے تھے اور ان کا ہمشکل مصلوب ہوا تھا تو شک کیسا اور علم کا نہ ہونا کیا معنی۔ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ۔ ان کو کوئی علم نہیں۔ صرف گمان کے پیچھے چلتے ہیں۔ (النساء: ۱۴۷) تفصیل کے لئے دیکھیں (صفحہ ۵۷۵ تا صفحہ ۵۷۹)

وَإِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيسٰى...... الخ (مائدہ ۵: ۱۱۵ تا ۱۱۹) جب اللہ نے عیسیٰ سے کہا "اے عیسیٰؑ ابن مریم کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا کے سوا دو معبود بنالو"۔ کہا "تو پاک ہے مجھے کہاں شایان تھا کہ میں وہ کہوں جس کا مجھے حق نہیں؟ اگر میں نے ایسا کہا ہوتا تو تجھے اس کا علم ہوتا۔ تو جانتا ہے جو کچھ میرے دل میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تو مخفی رکھتا ہے۔ کیونکہ تو غیب کی باتوں کو جاننے والا ہے۔ میں نے ان سے کچھ نہیں کہا مگر وہی جس کا تو نے مجھے حکم دیا کہ اللہ کی عبادت کرو جو میرا رب اور تمہارا رب ہے اور میں ان پر گواہ تھا جب تک میں ان میں تھا۔ پھر جب تو نے مجھے وفات دے دی تو تُو ہی ان پر نگہبان تھا...........الخ۔

(ترجمہ محمد علی)

یہ کلام عالم برزخ کا ہے جو نزول قرآن سے پہلے ہو چکا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں اسی کی تفسیر میں حدیث ہے کہ قیامت کے دن نبی کریم ﷺ اپنی امت کے بعض لوگوں کو دوزخ کی طرف جاتے دیکھیں گے۔ آگے لفظ ہیں فَأَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ میں کہوں گا جیسے عبد صالح یعنی عیسیٰ نے کہا۔ یہاں اپنے لئے صیغہ مضارع (اقول) اور عیسیٰ کے لئے صیغہ ماضی (قال) استعمال کیا گیا ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ ہو چکا ہے۔

یہ آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي حضرت مسیح کی وفات کو قطعی طور پر ثابت کرتی ہے۔ کیونکہ عیسائیوں کا عقیدہ بگڑنے کا زمانہ حضرت مسیحؑ کی وفات کے بعد قرار دیا ہے اور چونکہ وہ عقیدہ نزول قرآن سے پہلے بگڑا ہوا تھا اس لئے حضرت عیسیٰ کی وفات بھی نزول قرآن سے پہلے ہو چکی تھی .... بخاری کی یہ حدیث اس آیت کی فیصلہ کن تفسیر کرتی ہے۔ "جب قیامت کے دن میری امت کے بعض لوگ پکڑ کر دوزخ کی طرف لے جائے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نہیں جانتا کہ تیرے بعد انہوں نے کیا کیا۔ فَأَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ۔ یعنی میں وہی بات کہوں گا جو عیسیٰ نے کہی تھی اور میں ان پر گواہ تھا جب تک میں ان میں رہا۔ پھر جب تو نے مجھے وفات دے دی تو تُو ہی ان پر نگہبان تھا"۔ نبی کریم ﷺ کا انہی الفاظ کو استعمال کرنا صاف بتاتا ہے کہ آپؐ کے نزدیک عیسیٰؑ کی امت عیسیٰؑ کی وفات کے بعد بگڑی۔

اس قطعیت الدلالت آیت اور اس حدیث صریح کے ہوتے ہوئے حضرت عیسیٰؑ کی وفات کا انکار کرنا نصوص صریحہ کو رد کرنا ہے اور تَوَفَّيْتَنِي کے معنی سوائے وفات کے کچھ اور کرنا لغت کے خلاف ہے...........الخ۔

(صفحہ ۲۵۹، ۲۶۰) (بحوالہ رسالہ "پیغام صلح" جنوری، فروری ۲۰۰۰ء ناشر احمدی انجمن اشاعت اسلام لاہور، یو.ایس.اے)

کھجور کے خواص

(ہومیو ڈاکٹر نذیر احمد مظہر)

کھجور ایک مفید عام پھل ہے جسے عربی میں رطب، فارسی میں خرما اور انگریزی میں Date کہتے ہیں۔ کھجور کی ایک قسم چھوہارہ بھی ہے جسے خرمائے خشک کہتے ہیں۔ عراق کی کھجور میں کافی غذائیت پائی جاتی ہے چنانچہ پانچ سو گرام کھجور میں قریباً ۱۳۰۰ کیلوری غذائیت ہوتی ہے۔ کھجور اور چھوہارہ کی تاثیر گرم تر ہوتی ہے۔

یہ صالح خون پیدا کرتی ہے، جسم کو طاقت دیتی ہے۔ اسی طرح معدہ، جگر اور گردوں کے علاوہ اعصاب کو تحریک بہم پہنچاتی ہے۔ دماغ اور حافظہ کو تقویت دیتی ہے۔ حرارت غریزی کو بڑھاتی ہے یعنی ایسے لوگ جن کا درجہ حرارت بوجہ ضعف و نقاہت کمتر رہتا ہے ان کو گرم کرتی ہے۔ جسم کو مضبوط بنا کر امراض کے مقابلہ کے لئے تیار کرتی ہے۔ جگر کی طاقت و اصلاح کے لئے جسم کے اندرونی فساد اور زہریلے مادوں کو خارج کرتی ہے۔ جسم کو فربہ بناتی ہے۔ ایسے لوگ جن کا وزن طبعی وزن سے کم ہو اس کو پورا کرتی ہے۔ سرد اور بلغمی مزاجوں کے بہت موافق ہے۔ سردی کے امراض مثلاً رعشہ، فالج، لقوہ ودرد کمر، مثانہ کی کمزوری، سلسل بول، دردِ سینہ، کھانسی، نزلہ، زکام، بخار، نمونیہ، سینے میں بلغم کے اجتماع میں مفید ہے۔ انتڑیوں کو ملائم کر کے اجابت بافراغت لاتی ہے۔ امراض مفاصل و قلب میں عرصہ دراز تک استعمال کرنے سے بہت اچھے نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ زچگی کے بعد کے ضعف کو دور کرتی ہے اور ازاں بعد پیدا ہونے والے کئی ایک عوارض کا ازالہ کرتی ہے۔ سینے و پھیپھڑے کے سردی و بلغم کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے بہت سے عوارض میں مفید ہے۔ ریاحی درد، جوڑوں کا درد، جوڑوں کی سختی، کمر درد کو دور کرتی ہے۔ تازہ دودھ یا پنیر یا مکھن کے ساتھ کھانے سے رنگت کو خوب نکھارتی ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ کھجور ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو بیحد پسند تھی اور روزہ کھجور سے افطار کرنا ہمارے آقا ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔

کھجور کی گٹھلی

کھجور کی گٹھلیاں کوٹ کر جوشاندہ بنا کر پینے سے خون بواسیر اور سیلان الرحم رک جاتا ہے۔ نیز پتھری ٹوٹ کر نکلتی ہے۔ گٹھلی کو جوش دے کر پینے سے اسہال رک جاتے ہیں۔ گٹھلی دھو کر جلا کر بہت باریک سفوف کر کے زخموں میں چھڑکنے سے زخم بہت جلد مندمل ہو جاتے ہیں یہی سفوف آنکھوں میں لگانے سے بینائی تیز ہو جاتی ہے اور پانی آنا بند ہو جاتا ہے۔ پلکوں کے بال گر جائیں تو اس سے پیدا ہو جاتے ہیں اور موجودہ بال درست اور خوبصورت ہو جاتے ہیں۔ نیز اس سے آنکھ کے زخم بھی درست ہو جاتے ہیں۔

کھجور کے استعمال کے مختلف طریقے

کسی بھی غذائی علاج کے لئے ضروری ہے کہ اسے باقاعدگی و تسلسل کے ساتھ کافی عرصہ تک جاری رکھا جائے تاکہ اس سے خاطر خواہ نتائج برآمد ہو سکیں۔ بے قاعدگی اور عدم تسلسل اور بہت تھوڑے عرصہ کے استعمال سے کسی بھی غذائی علاج سے تسلی بخش نتائج برآمد نہیں ہو سکتے۔ کھجور کے آٹھ دس دانے دن میں چند بار (تنہا) کھالئے جائیں۔

☆...... دس پندرہ عدد کھجور یا چھوہارے کی گٹھلیاں نکال کر نصف لیٹر یا کم و بیش دودھ میں ڈال کر شہد یا چینی ملا کر خوب ابالیں۔ جب گاڑھا ہو جائے تو استعمال میں لائیں۔ شہد یا چینی ملا کر حسب طبیعت گاجر کا جوس، کشمش یا مغز بادام بھی ملا سکتے ہیں۔ بعض لوگ مغز بادام، خشخاش یا بعض دیگر مغزیات کا اضافہ کرتے ہیں۔

☆...... گرم مزاج لوگ کسی مذکورہ طریق کے تحت استعمال کرنے کے بعد لیموں کی سکنجبین (سکنجوی) یا دیگر کوئی ٹھنڈا مشروب پی لیتے ہیں۔ اس سے انہیں کسی قسم کا ضرر نہیں پہنچتا۔ سرد مزاج لوگ دودھ میں مذکورہ طریق پر تیار کر کے تھوڑی مقدار میں ادرک کا اضافہ کر کے نیم گرم پی سکتے ہیں۔ اس سے ان کی افادیت بڑھ جاتی ہے جبکہ گرم مزاج خوب ٹھنڈا کر کے پئیں۔

☆...... جب دودھ میں کھجور یا چھوہارے خوب گرم ہو جائیں تو ملک شیکر میں ڈال کر خوب آمیز کریں اور پی لیں۔

☆...... مکھن اور کھجور یا دودھ یا پانی میں بھگوئے ہوئے چھوارے کھانے سے انڈر ویٹ (Under Weight) لوگوں کا وزن بہت جلدی ترقی کرتا ہے اور خشکی دور ہو جاتی ہے۔

سیل - سیل - سیل

بیلہ بوتیک کی دوسری گرینڈ سیل S.S.V

۱۶/اگست سے ۳۱/اگست تک

سوٹ آپ کے اور آپ سوٹوں کے منتظر

لان سوٹ 19,- کاٹن سوٹ 25,- کاٹن سوٹ 35,- سٹیپل 45,-

ہر طرح کے بہترین سوٹوں پر 50% تک رعایت

Tel: 0170 2128820 - 06924279400

Kaiser Str. 64 Laden 29 60329 Frankfurt / M.Germany

BEST 0FFER FOR DIGITAL SEASON

Digital Rec. + LNB + Module only DM 849,-

To View Digital Zee TV, PTV, B4U, MTA, and Other FREE ON AIR DIGITAL PROGRAMMES

Contact us for further Information and order

Saeed A Khan

ZEE TV + PTV + B4U Authorised European Agent

Tel: 0049 (0) 8257 1694

Fax: 0049 (0) 8257 928828

Mobile: 0049 (0) 171 3435840

e-mail: S.Khan @ -online.de

sony PTV B4U ASIANET

Note: Zee TV analogue service will be switched off SOON

الزام تراشی — ایک قومی گناہ

عیب چینی نہ کرو مفسد و نمّام نہ ہو

(مکرم ملک سیف الرحمن صاحب فاضل (مرحوم)

نکتہ چینی اور الزام تراشی کا سرچشمہ بدظنی ہے اور یہ تینوں گناہ جہاں انفرادی لحاظ سے مضر ہیں وہاں قوموں کی تباہی کا موجب بھی بنتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی شدید مذمت فرمائی ہے اور ان سے بچ کر رہنے کی تاکیدی ہدایت دی ہے جو ان برائیوں کے عادی ہیں اور اپنی ان مذموم حرکات کی وجہ سے معاشرہ کی فضا کو مسموم اور لوگوں کے ذہنی سکون کو برباد کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا تاکیدی حکم

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ. هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ. مَنَّاعٍ لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ. عُتُلٍّ بَعْدَذٰلِكَ زَنِيْمٍ . اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّ بَنِيْنَ ۔(القلم :۱۱تا ۱۵) یعنی اگر اپنے ایمان کی حفاظت اور اپنی قوم کی سلامتی چاہتا ہے تو ایسے شخص کا کہنا مان اور نہ اس کے کہنے میں آ جو قسمیں کھا کھا کر اپنا اعتبار جمانے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر در حقیقت پست خیالات کا مالک ہے۔ نیک لوگوں پر طعنہ زنی کی عادت رکھتا ہے۔ چغلیاں کھانے کو اپنے پیشہ بنا رکھا ہے۔ خود تو اس نے کیا نیکی کرنی ہے لوگوں کو بھی نیک کاموں اور نیک ارادوں سے روکتا ہے اور مخالفت میں حد سے گزر جاتا ہے۔ گنہگار ہے۔ نکتہ چینی اور الزام تراشی میں بدلگام ہے۔ اپنی زبان کو قابو میں نہیں رکھتا۔ دعویٰ خدا کا بندہ ہونے کا ہے لیکن تعلق شیطان سے رکھنے والا ہے۔ اور ان حرکات کی جرأت اسے صرف اس وجہ سے ہوتی ہے کہ سمجھتا ہے کہ وہ بڑا مالدار ہے اور آل اولاد والا یا اپنے حمایتیوں کی وجہ سے بڑے اثر و رسوخ کا مالک ہے۔

ایک اور آیت میں ایسے لوگوں کی یہ علامت بتائی گئی ہے کہ یہ لوگ اپنے راہ نما پر قومی اموال میں بے جا تصرف اور ان کی غلط تقسیم کا الزام لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا یہ راہنما تو چند خوشامدیوں یا خود غرضوں کے تصرف میں ہے۔ وہ جو کہتے ہیں مان جاتا ہے اور ہماری کچھ بھی نہیں سنی جاتی۔ چنانچہ فرمایا:

وَمِنْهُمْ مَنْ يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَ اِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ .... وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَ يَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ . قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔(التوبہ :۵۸۔ ۶۱)

یعنی کچھ لوگ قومی اموال میں بیجا تصرف ان کی غلط تقسیم اور غلط بخشیوں کا تجھ پر الزام لگاتے ہیں۔ اگر ان اموال میں سے ان کو بھی کچھ دے دیا جائے یا ان کی مرضی کے مطابق خرچ کیا جائے تو خوش ہو جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں ہاں یہ بالکل بجا اور ٹھیک خرچ ہوا ہے۔ اور اگر ان میں سے ان کو کچھ نہ دیا جائے یا ان کی منشاء اور مطلب بر آری کے مطابق خرچ نہ ہو تو ناراض ہو جاتے ہیں اور کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ قومی اموال کو ضائع کیا جا رہا ہے.......... خویش پروری اور دوست نوازی ہو رہی ہے.......... اور ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو نبی کے متعلق اس کی ایذا رسانی کی نیت سے یہ طعنہ زنی کرتے ہیں کہ یہ تو بس اذن ہے۔ یعنی اپنے خوشامدیوں کی سنتا ہے۔ ہماری بات کی تو یہاں کچھ بھی قدر اور شنوائی نہیں۔ اے نبی تو کہہ دے جس بات میں تمہاری سراسر بھلائی اور بہتری ہو اس کے سننے اور اسے مان لینے میں بھلا کونسی برائی ہے۔ یہ نبی تو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور ایمان لانے والوں کے امن و سکون کے لئے پورے خلوص کے ساتھ ہر وقت کوشاں رہتا ہے اور ان کے لئے سراسر رحمت ہے۔ ہاں وہ لوگ جو ایسے خیر خواہ انسانیت نبی کو دکھ دیتے ہیں اور اس کی ایذا رسانی سے باز نہیں آتے اُن کے لئے دردناک عذاب مقدر ہے۔ جو روحانی بھی ہوگا اور دنیوی بھی۔

پھر ایسے تباہ کن فتنوں سے مومنین کو بچانے کے لئے یہ ہدایت فرمائی کہ بلا تحقیق کوئی بات نہ کی جائے بلکہ الزام سے تعلق رکھنے والی یا قومی انتشار کا موجب بننے والی بات کو سننے سے بھی اجتناب کیا جائے اور اگر جماعتی مفاد کے پیش نظر کوئی اس قسم کی بات کہنی بھی ہو تو پوری تحقیق اور اچھی طرح تسلی کر لینے کے بعد مناسب موقعہ کو مدنظر رکھتے ہوئے کسی ذمہ دار شخص کے سامنے کہی جائے۔ اس قسم کے اقدام میں بھی مقصد فساد نہ ہو بلکہ قومی خیر خواہی، خالص ہمدردی اور جماعتی اصلاح کی نیت ہو۔ چنانچہ فرمایا:

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ . اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا .(بنی اسرائیل :۳۷)

وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ . اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ.اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا۔(بنی اسرائیل :۵۴)

یعنی کوئی الزام کی بات جس کا تجھے پورا پورا علم نہ ہو منہ سے مت نکال کیونکہ کان آنکھ اور دل سب سے باز پرس ہو گی۔

میرے بندوں کو کہہ دیجئے کہ وہ صرف اچھی مفید اور سماجی بہبود سے تعلق رکھنے والی بات ہی کیا کریں اور شیطان کے بھرّے میں آ کر کوئی ایسی بات نہ کریں جس میں شرّ کا کوئی پہلو ہو کیونکہ شیطان تو ان کے درمیان جھگڑا، فساد، بدگمانی اور شرّ پھیلانے پر ادھار کھائے بیٹھا ہے اور چاہتا ہے کہ تمہیں ایک دوسرے کے عیوب اور برائیاں بتا کر تم کو ایک دوسرے سے بدظن کر دے اور تمہیں بھی ان ذرائع کا عادی بنا دے۔ یہ شیطان بھلا تمہارا خیر خواہ کب ہے وہ تو تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے اس لئے عقل مند بنو اور اس کی چکنی چپڑی باتوں میں کبھی نہ آؤ۔

ایک اور جگہ فرماتا ہے:

"يٰٓاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ .... وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ . بِئْسَ الْاِسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَالْاِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ. يٰٓاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ . اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَايَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا. اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوااللّٰهَ. اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ"۔(الحجرات :۱۲۔۱۳)

یعنی اے وہ جو ایمان لائے ہو ایک دوسرے کا مخول نہ اڑاؤ اور نہ استہزاء سے پیش آؤ۔ اسی طرح ایک دوسرے کی عیب جوئی اور الزام تراشی کا وطیرہ اختیار نہ کرو اور نہ برے نام رکھو۔ ایمان کے بعد فسق و فساد کا ایک ایسا رویہ بہت ہی بری حرکت ہے اور جو لوگ سمجھانے اور توجہ دلانے کے بعد بھی ایسی حرکات سے باز نہیں آتے وہ یقیناً ظالم ہیں۔ اے وہ جو ایمان لائے ہو بدگمانی سے ہمیشہ بچو کیونکہ کئی بدگمانیاں گناہ کا موجب بن جاتی ہیں۔ لوگوں کی کمزوریوں کی تلاش میں نہ رہو اور نہ ایک دوسرے کی غیبت کرو۔ کیا کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ اگر اسے یہ پسند نہیں تو پھر کسی کی غیبت اسے کیسے مرغوب ہوئی۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو یقیناً اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا اور اچھے کاموں کا اچھا بدلہ دینے والا ہے۔

آنحضرت ﷺ کے ارشادات

آنحضرت ﷺ کے متعدد ارشادات ان آیات کی تفسیر میں پیش کئے جا سکتے ہیں جن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسے عناصر کی شدید مذمت فرمائی ہے جو الزام تراشی اور عیب چینی کے رویہ سے باز نہیں آتے۔ اور ہر وقت اسی فکر میں سرگرداں رہتے ہیں کہ کسی کے عیب کا کوئی پتہ لگے اور الزام تراشی کا انہیں کوئی موقع ملے۔ چنانچہ ایک حدیث میں حضورؐ فرماتے ہیں:

"جارِ سُوءٍ اِنْ رأى خيرًا دِفَنَهٗ وَاِنْ رَاٰى شَرًّا اَذَاعَهٗ"۔(کشف ۲ صفحہ ۳۶۷)

یعنی وہ پڑوسی اور ساتھی بہت برا ہے جو اگر کسی کی کوئی خوبی دیکھتا ہے تو اسے دفن کر دیتا ہے اور اس کا کسی کے سامنے ذکر تک نہیں کرتا اور اگر کوئی عیب یا غلطی اس کے علم میں آتی ہے تو اسے اڑاتا ہے اور ہر جگہ پھیلاتا پھرتا ہے۔

اسی طرح فرمایا:

"اِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَتَمَثَّلُ فِي صُوْرَةِ الرَّجُلِ فَيَاْتِي الْقَوْمَ فَيُحَدِّثُهُمْ بِالْحَدِيْثِ مِنَ الْكِذْبِ فَيَتَفَرَّقُوْنَ"۔(مشکوٰۃ صفحہ ۴۱۵)

یعنی وہ شخص بظاہر انسان لیکن بباطن شیطان ہے جو لوگوں میں جھوٹی باتیں پھیلا کر ان میں تفرقہ ڈال دیتا ہے اور ان کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیتا ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

" شِرَارُ عِبَادِ اللّٰهِ الْمَشَّاؤُوْنَ بِالنَّمِيْمَةِ الْمُفَرِّقُوْنَ بَيْنَ الْاَحِبَّةِ"۔(مشکوٰۃ صفحہ ۴۱۵)

یعنی وہ بدترین لوگ ہیں جو اپنی چغل خوری اور الزام تراشی کی عادت سے آپس میں محبت کرنے والوں میں تفرقہ ڈال دیتے ہیں اور ان کو ایک دوسرے سے بدظن کر کے ان کے اتحاد و اتفاق کو پارہ پارہ کر ڈالتے ہیں۔

شریعت کے تعزیری ضوابط

نکتہ چینی، عیب جوئی اور الزام تراشی کے عیوب چونکہ بہت بڑی خرابی اور فساد کے حامل ہیں اس لئے جہاں وہ روحانی سزا اور اخروی مذمّت کے مستحق قرار دئے گئے ہیں وہاں دنیوی طور پر بھی شریعت میں ان کے لئے مناسب تعزیری ضوابط مقرر کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

چنانچہ آنحضرت ﷺ نے آیت قرآنی يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ کی تفسیر میں فرمایا ہے مَنْ رَاٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ. .... (بخاری)

یعنی جو شخص تم میں سے کوئی بری یا خلاف شریعت بات دیکھے اور اس کے دائرہ اختیار میں ہو تو اس کی روک تھام کے لئے حسب ضرورت اسے تعزیری اقدام کا حق ہے۔

اسی طرح ایک موقعہ پر فرمایا:

مَا مِنْ قَوْمٍ عَمِلُوْا بِالْمَعَاصِي وَفِيْهِمْ مَنْ يَّقْدِرُ اَنْ يُّنْكِرَ عَلَيْهِمْ فَلَمْ يَفْعَلْ اِلَّا يُوْشَكُ اَنْ يَّعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِنْ عِنْدِهٖ (مسلم)

یعنی جس قوم میں اخلاقی جرائم کا ارتکاب ہو رہا ہو اور اس میں ایسے لوگ موجود ہوں جو ان جرائم کی مذمت کر سکتے ہوں اور وہ ایسا کوئی قدم نہ اٹھائیں تو یہ سب اللہ تعالیٰ کی عذاب کی گرفت میں ہیں۔ نہ تو کرنے والے بچیں گے اور نہ ہی نہ کرنے والے۔

ماہرین قانون جدید نے بھی فلسفہ قانون کی اس تشریح کو درست تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ سر الفریڈ ڈیننگ فرد کی ذمہ داری پر بحث کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ جو فعل اخلاقی لحاظ سے قابل مذمت ہے قانونی لحاظ سے وہی مستوجب سزا و عقوبت ہے۔

(Changing Law by Sir Alfred)

عملی بنیاد کے لحاظ سے آنحضرت ﷺ کا وہ فرمان اس نقطہ نظر کی صحت کو پوری طرح واضح

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005

Fax: 020 8871 9398

Mobile: 0780-3298065

کررہا ہے جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

اِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ یَا یَھُوْدِیْ فَاضْرِبُوْہُ عِشْرِیْنَ وَ اِذَا قَالَ یَا مُخَنَّثُ فَاضْرِبُوْہُ عِشْرِیْن۔ (ترمذی)

یعنی اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو برا بھلا کہتے ہوئے یہودی یا مخنث کہے تو اسے بیس کوڑوں تک کی سزادی جاسکتی ہے۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے:

کان رسول اللہ ﷺ یَعْذرفِی التُّھْمَۃِ بِالْحَبْسِ تَارَۃً وَ بِالضَّرْبِ الْخَفِیْفِ اُخریٰ۔ (کشف صفحہ ۲۴۱)

یعنی آنحضرت ﷺ بے جا الزام لگانے والے کو کبھی قید کی اور کبھی ضرب خفیف کی سزادیا کرتے تھے۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ دوسروں کو عملاً یا قولاً یا اشارۃً دکھ دینے والا، شرفا کا مذاق اڑانے والا، اہل علم کی تحقیر کرنے والا مستوجب سزا ہے۔ اسی طرح جو شخص نماز کے پابند کو بے نمازی کہے یا اچھے بھلے شریف آدمی کے متعلق احمق، بیوقوف، بیحیاء، کمینہ، بے غیرت، خائن، بدکار، فاسق یا اسی قسم کے بدتہذیبی کے الفاظ استعمال کرے تو اسے مناسب سزادی جاسکتی ہے۔

غرض اصول انہوں نے یہ بیان کیا کہ:

مَنْ اٰذیٰ غَیْرَہٗ بِقَوْلٍ اَوْفعل وَلَوْ بِغَمْزِالْعَیْنِ یُعَزر۔ (الاشباہ النظائر۔ نیز دیکھیں کتاب الاختیار صفحہ ۱۶۳)

تعزیر سے مراد ایسی غیر مقررہ سزا ہے جو امام یا حاکم اپنے دائرہ اختیار کے لحاظ سے اپنی رائے میں مناسب سمجھے اور جس سے مجرم اپنے جرم سے باز آجائے۔ یہ سزا حالات اور افراد کے لحاظ سے مختلف ہوسکتی ہے۔ مثلاً گہری نظر سے دیکھنے، تنبیہ کرنے، سرزنش کرنے، طمانچہ مارنے، کان اینٹھنے، قید کرنے، جرمانہ کرنے، کوڑے لگانے اور شہر بدر کرنے وغیرہ کی صورت میں دی جاسکتی ہے۔

فقہ حنفی کی مشہور کتاب نہایہ شرح ہدایہ میں ہے کہ سوسائٹی میں ملزم کے درجہ اور مرتبہ کے لحاظ سے تعزیر مختلف ہوگی۔ مثلاً اشراف جیسے علماء و سادات کی تعزیر صرف یہ ہوسکتی ہے کہ قاضی انہیں کہلا بھیجے کہ میرے علم میں لایا گیا ہے کہ آپ اس قسم کے کام کرتے ہیں۔ شہر کے معزز تاجر باعزت زمیندار جو متوسط طبقہ کے شرفاء سے تعلق رکھتے ہوں ان کی تعزیر یہ ہے کہ قاضی انہیں اپنی عدالت میں طلب کرے اور توجہ دلائے۔ عام شریف شہری کی تعزیز یہ ہے کہ عدالت میں طلب کرکے انہیں تنبیہ کرے یا کچھ دن کے لئے قید کردے۔ پست طبقہ سے تعلق رکھنے والے کی تعزیر یہ ہے کہ حاضر عدالت کرکے اسے کوڑے لگوائے یا قید کرے۔ (کتاب الاختیار صفحہ ۱۵۸)

تاریخی نتائج

اس قانونی تفصیل کے بعد اب ہم اس برائی کے تاریخی نتائج کی طرف آتے ہیں۔ اس لحاظ سے اس قسم کے بدکردار لوگ قومی طور پر کس قدر خطرناک ہوتے ہیں اس کا جواب ہمیں تاریخ اسلام سے بڑی وضاحت کے ساتھ ملتا ہے۔ یوں الزام تراشی کرنے والے اور عیب چینی کی عادت رکھنے والے موجود تو شروع اسلام سے ہی تھے لیکن جو سرگرمی اس قماش کے لوگوں نے حضرت عثمان اور حضرت علی رضوان اللہ علیہم کے زمانہ خلافت میں دکھائی اس کی مثال پہلے کبھی دیکھنے میں نہ آئی۔ یہ لوگ خیر خواہی اور قوم کی بھلائی کا جامہ اوڑھ کر سامنے آئے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مختلف قسم کے الزامات لگانے شروع کئے۔ ان کا مطالبہ تھا کہ حضرت عثمانؓ خلافت کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں ناکام رہے اور لوگوں کی امیدیں چونکہ ان سے پوری نہیں ہوئیں اور بہت بوڑھے بھی ہوچکے ہیں اس لئے وہ خلافت سے دستبردار ہوجائیں ورنہ وہ اصلاح احوال کے لئے خود کوئی عملی قدم اٹھانے پر مجبور ہونگے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جو عملی قدم ان لوگوں نے اٹھایا اس کے نتیجہ میں کیا حالات سدھر گئے؟ کیا مسلمان متحد رہے؟ خلافت کی وہ برکات جن کا عظیم الشان ظہور وہ ان تین خلافتوں میں دیکھ چکے تھے علی حالہا قائم رہیں؟

تاریخ تو یہ بتاتی ہے کہ ان لوگوں نے چھوٹی چھوٹی باتوں کے پیچھے پڑکر عظیم الشان برکات اور ترقی کے بے پناہ مواقع سے اپنے آپ کو محروم کرلیا۔ خود بھی برباد ہوئے اور قوم کے لئے بھی فتنہ و فساد اور افتراق وانتشار کے دروازے کھول گئے۔ ان لوگوں نے اصلاح احوال تو کیا کرنی تھی الٹا ٹھیک سے جو نظام چل رہا تھا اسے بھی درہم برہم کرگئے اور اس نعمت سے ایسی بے قدری کی کہ وہ صدیوں آسمان پر اٹھالی گئی۔

یہ مخالف کہتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تقسیم اموال کا جو نظام قائم کیا وہ ٹھیک نہیں تھا، اس سے قوم میں بے عملی اور عیش پرستی نے راہ پایا۔ حضرت عثمانؓ پر ان کا ایک الزام یہ تھا کہ انہوں نے عوام کے روپیہ کو بے جا خرچ کیا ہے۔ مسجد نبوی کی جو توسیع انہوں نے کروائی وہ قومی روپیہ کا ضیاع ہے۔ دارالامارۃ اور بیت المال کی عمارت کی تعمیر بھی بلاضرورت اور اسراف ہے۔ یہ خویش پرور اور اقربا نواز ہے، اپنے رشتہ داروں کو عہدے دے رکھے ہیں اور سیاہ و سفید کا مالک بنا دیا ہے وغیرہ۔

یہ لوگ کس قسم کے الزامات آپ پر لگاتے تھے اس کی ایک تفصیلی مثال یہ واقعہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۲۸ھ میں مدینہ میں ایک دارالامارۃ تعمیر کرایا۔ اس کے چار حصے تھے ایک میں خزانہ تھا، دوسرے میں دفاتر، تیسرا مہمانوں سفیروں اور وفدوں کے لئے مخصوص تھا، چوتھے میں حضرت عثمانؓ خود رہتے تھے۔ اب سے چودہ پندرہ سال پہلے حضرت عمر فاروقؓ کے عہد میں بصرہ اور کوفہ میں جو دارالامارۃ (گورنمنٹ ہاؤس) بنایا گیا تھا اس کا نقشہ بھی کم و بیش یہی تھا۔ یعنی ایک حصہ خزانہ، دوسرے میں دفاتر اور تیسرے میں گورنر کی رہائش کا انتظام تھا۔ حضرت عثمان غنیؓ نے اس عمارت کا افتتاح ایک دعوت سے کیا جس میں اکابر مدینہ مدعو تھے۔ کھانا عمدہ اور بڑے پیمانہ پر تھا۔ حاسدوں اور مخالف پارٹیوں نے دعوت اور کوٹھی دونوں کو پروپیگنڈے کا موضوع بنالیا۔ ان کی ہر مجلس اور ہر اجتماع میں کوٹھی کے چرچے ہونے لگے۔ ترک سنت اور فضول خرچی کے الزام لگائے گئے حالانکہ اس میں نہ کوئی ترک سنت تھی، نہ فضول خرچی۔ اہل مدینہ کی حالت بہتر ہونے سے شہر میں بہت سے نئے مکان بن گئے تھے اور مالدار صحابہ نے حویلیاں بنوالی تھیں۔ اور یہ سب باتیں عرب مدنیت کے ارتقاء اور خوشحالی کا نتیجہ تھیں۔ اس لئے خلافت کے سربراہ نے اگر اپنے عملہ، خزانہ اور سرکاری مہمانوں کے لئے ایک باقاعدہ اور خلافت کے شایان شان عمارت بنوالی تو اس میں اعتراض کی کیا بات تھی۔ حضرت عثمان غنیؓ کو اس پروپیگنڈے کا جب علم ہوا تو آپ نے نماز جمعہ کے بعد ایک تقریر میں کہا:

"جب کوئی نعمتوں سے بہرہ ور ہوتا ہے تو اس کے حاسد پیدا ہوجاتے ہیں.......... اس عمارت کا مقصد جو میں نے بنوائی ہے خزانہ کو محفوظ کرنا ہے اور باہر کے مہمانوں اور وفدوں کو ٹھہرانا ہے۔ شہر کے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ میں نے سرکاری روپے سے اس کو تعمیر کروایا ہے اور مسلمانوں کی بلا اجازت ان کی آمدنی اس پر لگائی ہے۔ ان کی پارٹیاں سرگوشیاں کرتی اِدھر اُدھر پھرتی ہیں اور سمجھتی ہیں کہ مجھے ان کی حرکتوں کا علم نہیں۔ یہ لوگ میرے سامنے اعتراض نہیں کرتے کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ ان کے اعتراض کا مدلل اور دندان شکن جواب دیا جائے گا۔ ان کو ایسے ہم خیال مل گئے ہیں جو ان کی طرح پروپیگنڈے اور غلط بیانی سے کام لیتے ہیں .... اور مان لو کہ میں نے خزانہ کے روپیہ سے عمارت بنوائی ہے تو کیا خزانہ آپ کی اور میری ضرورت کے لئے نہیں ہے۔ کیا میں آپ کی خدمت نہیں کررہا ہوں۔ کیا میں آپ کی ضروریات اور روزی کا کفیل نہیں ہوں اور آپ کے سارے حقوق پوری طرح ادا نہیں کررہا ہوں۔ پھر کیا مجھے اتنا بھی اختیار نہیں کہ فالتو روپے سے اپنی مرضی کے مطابق کوئی کام کرسکوں؟ اگر نہیں ہے تو پھر میں خلیفہ کس بات کا ہوں؟ سب سے زیادہ حیرت مجھے اس بات پر ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ ہم عثمان کو معزول کردیں گے، قتل کردیں گے!"

(شرح نہج البلاغۃ بحوالہ موفقیات قاضی مکہ زنبربن بکّار ۲/۴۹۴)

الغرض مخالفوں نے جو الزامات آپ پر لگائے وہ بالکل بے جا اور محض حسد کی بناپر تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بار بار پبلک طور پر ان کی تردید کی اور متعدد بار ان کو اپنی ان شاندار مساعی کی طرف توجہ دلائی جو اس لمبے دور خلافت میں آپ کے ذریعہ سرانجام پائیں پھر ان دشمنان حق نے اتفاق کے زمانہ کی ان شاندار فتوحات کی طرف بھی نہ دیکھا جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کامیاب قیادت کی رہین منت تھیں۔ یہ لوگ بس ایک ضد پر اڑ گئے اور قائم شدہ نظام کو درہم برہم کرنے کی ٹھان لی۔ لیکن اس تخریب کے بعد وہ کوئی تعمیر کا کام نہ کرسکے۔ بڑی محنت اور بڑی قربانیوں کے ذریعہ جو اتفاق حاصل ہوا تھا اس کو برباد کرکے وہ کسی نئے اتفاق واتحاد کی بنیاد نہ رکھ سکے اور بالآخر آبادی کی بجائے بربادی ان کے نصیبوں میں لکھی گئی۔ حمد کی بجائے لعنت ان کے گلے کا ہار بن گئی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس قسم کی غلطیوں سے بچائے اور اس کی حفاظت اور اس کی ہدایت ہمیشہ ہمارے شامل حال رہے۔ اَللّٰھُمَّ آمین

اپنے علم کا فیض دوسروں تک پہنچائیں

اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا بھر میں مختلف علوم کے سینکڑوں ماہرین جماعت احمدیہ میں پائے جاتے ہیں۔ اگر وہ اپنے مخصوص علم کے حوالے سے ہی الفضل کے لئے ٹھوس، مفید، علمی اور تحقیقی مضامین لکھ کر بھجوائیں تو اس سے اخبار کی افادیت میں اضافہ ہوگا۔ (مدیر)

عمدہ، تازہ اور لذیذ مٹھائیوں کا مرکز

ربوہ کی مشہور دکان پنجاب سویٹس والے اب ٹوٹنگ (لندن) میں بھی آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہیں

PUNJAB SWEETS
172-Upper Tooting Road
Tooting London SW17 7ER
Tel: 020 8767 3535
Fax: 020 8767 5623

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

(SALAMI & SHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر۔ پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواهشمند حضرات بذریعه ٹیلیفون فری سروس سے فائدہ اٹھاکر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کرسکتے هیں

آج هی رابطه کیجئے

CH.IFTIKHAR & BROTHERS
TEL: 04504-201 FAX: 04504-202

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

خواب میں زیارتِ رسول ﷺ

حضرت سید عزیز الرحمٰن صاحب بریلوی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میرے ایک تایازاد بھائی سید فیروز شاہ صاحب قادیان آئے۔ وہ قاری بھی تھے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کو قرآن شریف سنایا۔ آپؑ سن کر بہت خوش ہوئے۔ پھر انہوں نے عرض کی کہ حضور! مَیں چاہتا ہوں کہ رسول خدا ﷺ کو خواب میں دیکھ لوں۔ آپؑ نے فرمایا:-

"ہر مومن کی یہ دلی خواہش ہوتی ہے اور ہر دل میں یہ خواہش ہونی چاہئے مگر کفار مکہ تو دن رات دیکھتے رہتے تھے، انہوں نے کیا فائدہ اٹھایا جو آپ اٹھالیں گے!۔ تقویٰ اختیار کرو اور تبدیلی بھی پیدا کرو، خدا سب کچھ دکھا دے گا"۔

......❀......❀......❀......

حضرت عامرؓ بن فہیرہ

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۳؍اگست ۹۹ء میں صحابی رسولؐ حضرت عامرؓ بن فہیرہ کے بارہ میں ایک مضمون مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

آپؓ کا نام عامر اور کنیت ابو عمرو تھی۔ آپؓ سیاہ فام حبشی تھے اور طفیل بن عبداللہ کے غلام تھے۔ آپؓ کو اسلام کے ابتدائی تین چار سالوں میں قبول حق کی سعادت عطا ہوئی تو اس جرم میں دوسرے غلاموں کی طرح آپؓ پر بھی بہت ظلم ڈھایا گیا۔ ایک روز جب آپؓ کو عذاب دیا جارہا تھا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ کا وہاں سے گزر ہوا اور حضرت ابو بکرؓ نے آپؓ کو خرید کر غلامی سے نجات دلائی اور بکریاں چرانے کے لئے اپنے پاس رکھ لیا۔

جب آنحضور ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ روانہ ہوئے تو راستہ میں غار ثور میں قیام کے دوران حضرت عامرؓ بن فہیرہ دن بھر اپنی بکریاں چراتے رہتے اور رات کو غار ثور پہنچ جاتے اور بکریوں کا دودھ دوہ کر پیش کرتے۔ جب آنحضور ﷺ غار سے نکل کر مدینہ روانہ ہوئے تو آپؓ اپنے آقا حضرت ابو بکرؓ کے اونٹ پر بیٹھے اور آنحضور ﷺ کے ساتھ ہجرت کی توفیق پائی اور دوران سفر بھی خدمت کی توفیق پائی۔

مدینہ میں مؤاخات میں آپ کو حضرت حارث بن اوس بن معاذؓ کا بھائی بنایا گیا۔ آپؓ بھی اُن اصحاب میں شامل تھے جنہیں مدینہ کی آب و ہوا راس نہ آئی اور وہ بیمار ہوگئے۔ حضرت بلالؓ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ بھی بیمار تھے اور تینوں ایک ہی گھر میں رہائش پذیر تھے۔ تب آنحضور ﷺ نے دعا کی کہ "اے اللہ! تُو مدینہ کو مکہ کی طرح یا اس سے بھی زیادہ ہمارے لئے پسندیدہ بنا اور اس کو بیماریوں سے پاک کر اور ہمارے لئے کھانے میں برکت ڈال اور اس وبائی بیماری کو دور لے جا"۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے تمام صحابہؓ کو شفا عطا فرمائی۔

حضرت عامرؓ کو غزوہ بدر اور غزوہ احد میں شمولیت کی سعادت عطا ہوئی۔ ۴ھ میں قبیلہ بنو عامر کا رئیس ابو براء عامری مدینہ آیا اور اُس نے اگرچہ اسلام قبول نہ کیا لیکن آنحضور ﷺ سے درخواست کی کہ چند اصحاب کو اُس کے ساتھ نجد بھجوادیں کیونکہ امید ہے کہ نجد کے لوگ اسلام قبول کرلیں گے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے تو اہل نجد پر اعتماد نہیں ہے۔ جب اُس نے مسلمانوں کی حفاظت کا ذمہ لیا تو آنحضور ﷺ نے ستر (۷۰) اصحاب کی ایک جماعت روانہ فرمائی لیکن جب یہ جماعت بئر معونہ کے مقام پر پہنچی تو ابو براء کے بھتیجے نے لوگوں کو اکسایا اور انہوں نے حملہ کر کے انہتر اصحاب کو شہید کردیا۔ ان شہداء میں عامرؓ بن فہیرہ بھی تھے جنہیں ایک شخص جبار نے شہید کیا۔ جبار بعد میں مسلمان ہوگیا اور وہ اپنے مسلمان ہونے کی وجہ یہ بیان کرتا تھا کہ جب مَیں نے عامر بن فہیرہؓ کو شہید کیا تو اُن کے منہ سے بے اختیار نکلا "فُزْتُ وَاللّٰہ" یعنی خدا کی قسم مَیں تو اپنی مراد کو پہنچ گیا۔ اس بات کا جبار کی طبیعت پر اتنا اثر ہوا کہ بالآخر اسلام قبول کرلیا۔

عامر بن طفیل کو حضرت عامرؓ بن فہیرہ کے بلند مقام کا نظارہ کروایا گیا۔ اُس نے کہا کہ جب یہ قتل ہوئے تو ان کی لاش آسمان کی طرف اٹھائی گئی اور زمین و آسمان کے درمیان معلق رہی، پھر زمین پر رکھ دی گئی۔

......❀......❀......❀......

محترم حافظ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۷؍اگست ۹۹ء میں محترم حافظ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کا ذکر خیر مکرم ڈاکٹر محمد اسحاق بقاپوری صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔ دونوں احباب میں کئی قدریں مشترک تھیں۔ دونوں ہم عمر تھے، دوست تھے، مدرسہ احمدیہ، تعلیم الاسلام سکول قادیان اور پھر امرتسر کے میڈیکل سکول میں ہم مکتب و ہم جماعت رہے، امرتسر میں دونوں کی رہائش بھی اکٹھی رہی۔ دونوں ڈاکٹر بنے اور ۴۷ء میں دونوں کی جائے پریکٹس کو آگ لگادی گئی، دونوں نے دوبارہ کاروبار شروع کیا اور دونوں پر اللہ تعالیٰ نے بہت فضل کئے۔

مضمون نگار لکھتے ہیں کہ ہم دونوں بہت اچھے شکاری تھے اور امرتسر میں قیام کے دوران اتوار کو غلیلوں کی مدد سے فاختاؤں کا شکار کیا کرتے تو ہوسٹل والوں کی عید ہو جاتی چنانچہ ہفتہ کے بقیہ دنوں میں ہوسٹل کے لڑکے ہمارے لئے چھت پر غلیلے بناتے رہتے۔

محترم حافظ صاحب نہ صرف حافظ قرآن تھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو لحن داؤدی سے بھی نوازا تھا۔ ہائی سکول قادیان کے مختلف مقابلوں میں اول انعام لے جاتے۔ آخر انتظامیہ نے فیصلہ کیا کہ آپ کو سپیشل انعام دیا جایا کرے اور باقی لڑکوں میں سے اول و دوم منتخب کئے جایا کریں۔

میڈیکل سکول سے فارغ ہونے کے بعد ہم دونوں نے فوج میں بھرتی ہونے کے لئے درخواستیں دیں۔ میں فوج میں چلا گیا لیکن حافظ صاحب کی چھاتی کی ہڈیوں میں کچھ نقص تھا اس لئے وہ منتخب نہ ہوسکے اور قادیان میں اپنے والد حضرت بھائی محمود احمد صاحبؓ کے ساتھ اُن کی دوکان پر کام کرنا شروع کردیا۔ پھر تقسیم ہند کے بعد سرگودھا میں آکر آباد ہوگئے۔ آپ اپنے والدین کے بہت مطیع اور فرمانبردار تھے۔ جب آپکے والد اپنی آخری عمر میں اپنی یادداشت میں بہت کمزور ہوگئے تو آپ نے اُن کا بہت خیال رکھا۔ ایک روز مَیں آپ کے گھر میں تھا کہ ساتھ والے کمرے سے حضرت بھائی جی اور حافظ صاحب کی آوازیں آرہی تھیں۔ حضرت بھائی جی کسی بات پر ناراض ہوکر کھانا نہیں کھا رہے تھے۔ حافظ صاحب اُنہیں اسی طرح منا رہے تھے جس طرح ایک بچے کو منایا جاتا ہے۔ آخر آپ نے اُنہیں لقمہ لقمہ کھانا خود ہی کھلایا اور باہر آئے۔

......❀......❀......❀......

فٹ بال

کہا جاتا ہے کہ موجودہ فٹ بال امریکی ساکر (Soccer) کی ترقی یافتہ شکل ہے اور امریکہ کے علاوہ ساری دنیا میں "ساکر" کو فٹ بال ہی کہا جاتا ہے۔ اگرچہ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس کھیل کی ابتداء کس ملک سے ہوئی کیونکہ چین میں زمانہ قبل از مسیح میں بھی فٹ بال سے ملتا جلتا کھیل کھیلا جاتا تھا جسے "سوچو" یا کِک بال کہا جاتا تھا۔ اسی طرح قدیم جاپان، یونان اور روم میں بھی اسی طرح کا کھیل کھیلا جاتا تھا۔ تاہم مؤرخین نے بعض شواہد کی بنا پر انگلستان کو اس کھیل کی ابتداء کا ملک قرار دیا ہے۔

فٹ بال کے بارہ میں ایک مختصر مضمون ماہنامہ "تشحیذالاذہان" ربوہ جولائی ۱۹۹۹ء میں مکرم عمیر احمد شمس صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

چودھویں صدی میں انگریز فٹ بال میں بہت جوش خروش دکھا رہے تھے۔ اس صورت حال کو دیکھ کر حکمران وقت نے اس خیال سے فٹ بال پر پابندی لگادی کہ لوگ اپنے قومی کھیل تیر اندازی سے غافل نہ ہوجائیں، کیونکہ تیر اندازی کی قومی دفاع میں بھی بہت اہمیت تھی۔ تاہم پابندی کے باوجود فٹ بال کھیلا جاتا رہا۔ ۲۶؍اکتوبر ۱۸۶۳ء کو لندن میں فٹ بال کے گیارہ کلبوں کے نمائندوں کے ایک اجلاس کے بعد فٹ بال ایسوسی ایشن (FA) کا قیام عمل میں آیا تاکہ اس کھیل کے قواعد وضع کئے جاسکیں۔ پھر ۱۸۶۵ء میں پیشہ ورانہ فٹ بال کو انگلستان میں قانونی قرار دیدیا گیا۔ ۱۹۰۴ء میں فیڈریشن آف انٹرنیشنل فٹ بال ایسوسی ایشن (FIFA) کا قیام عمل میں آیا جس کے آج ڈیڑھ سو سے زیادہ رُکن ممالک ہیں۔

فٹ بال کے عالمی مقابلوں کو دنیا بھر میں بہت شہرت حاصل ہے۔ ابتداء میں عالمی کپ چیمپئن شپ کا نام "جولز رمٹ ٹرافی" تھا جو FIFA کے صدر کے نام پر رکھا گیا تھا۔ ۱۹۳۰ء میں پہلی مرتبہ یہ ٹرافی دینے کے لئے عالمی مقابلے کروائے گئے۔ برازیل نے مجموعی طور پر تین مرتبہ عالمی کپ جیت کر یہ ٹرافی مستقل طور پر حاصل کرلی۔ تب سے اس کی جگہ دوسری ٹرافی انعام میں دی جاتی ہے جو "فیفا ورلڈ کپ" کہلاتی ہے۔ ۳۸ء میں تیسرے عالمی کپ کے بعد جنگ عظیم دوم کی وجہ سے ۱۲؍برس تک فٹ بال کے عالمی مقابلے منعقد نہ ہوسکے۔ ۹۸ء تک سولہ عالمی کپ مقابلے منعقد ہوچکے ہیں۔

فٹ بال کے عالمی کپ میں دنیا بھر سے چوبیس ٹیمیں حصہ لیتی ہیں جن میں سے بائیس دنیا کے چھ مختلف حصوں (یعنی یورپ، اوشیانا، ایشیا، جنوبی امریکہ، شمالی امریکہ اور افریقہ) سے باہمی مقابلوں کے بعد منتخب کی جاتی ہیں جبکہ میزبان ملک اور گزشتہ عالمی کپ کی فاتح ٹیم عالمی کپ کھیلنے کی خودبخود حقدار ہوتی ہیں۔

......❀......❀......❀......

نمرود

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں نمرود بابل کی آشوری سلطنت کا جابر بادشاہ تھا اور حضرت ابراہیم کا شدید ترین مخالف۔ اسرائیلی روایات میں نمرود کے دو نسب نامے بیان ہوئے ہیں تاہم اس بات پر اتفاق ہے کہ وہ کوش کی اولاد میں سے تھا۔ بائبل میں اُس کا ذکر تین جگہ آیا ہے۔ دو جگہ اُسے کوش کا بیٹا اور سورما شکاری کہا گیا جبکہ تیسری جگہ آسور کو اُس کی سرزمین بتایا گیا۔ طبری نے تابعی کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ اُس کا زمانہ حکومت چار سو سال تک رہا۔ اس سے مراد اُس کے پورے خاندان کا زمانہ ہو سکتا ہے۔ بقول المسعودی اُس نے ساٹھ برس تک حکومت کی۔

یہود کی روایات کے مطابق اُس نے اپنے قبیلے کی مختصر فوج سے آل یافث کو شکست دی اور تخت پر قبضہ کر کے آذر کو اپنا وزیر مقرر کیا اور خود اپنی عظمت کے نشہ میں خدا سے بیگانہ ہوگیا۔ اُس زمانہ میں کلدانیوں کا سرکاری اور قومی مذہب شمس (یعنی نجوم) پرستی تھا اور سورج سب سے بڑا دیوتا تھا۔ نمرود خود کو سورج دیوتا کا مظہر یا اوتار قرار دیتا

تھا اور خود کو خدائی اختیارات کا حامل خیال کرتا تھا۔

یہ مختصر مضمون روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۱۸ر اگست ۹۹ء میں مکرم لئیق احمد بلال کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

حضرت قاضی محمد اکبر صاحبؓ

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۱۲ر اگست ۹۹ء میں شامل اشاعت حضرت قاضی محمد اکبر صاحبؓ کے بارہ میں ایک مختصر مضمون مکرم عطاء الرقیب منور صاحب نے ”تاریخ احمدیت جموں کشمیر“ مؤلفہ مکرم محمد اسداللہ قریشی صاحب کی مدد سے تحریر کیا ہے۔

حضرت قاضی صاحبؓ چار کوٹ جموں کشمیر کے رہنے والے تھے۔ اپنے علاقہ کے امام تھے اور دینی تعلیم دیا کرتے تھے۔ آپ اہل حدیث سے تعلق رکھتے تھے اور آپ کا تعلق بعض صاحب اثر بزرگوں سے تھا جن میں ایک حضرت مولوی برہان الدین صاحبؓ جہلمی بھی تھے۔ ۱۸۹۴ء میں جب سورج اور چاند کو گرہن لگا اس سے پہلے ہی آپ آگاہ تھے کہ امام مہدی کے ظہور کا وقت آچکا ہے۔ چنانچہ یہ نشان ظاہر ہونے کے بعد آپ نے فرمایا کہ امام مہدی کے ظہور کا نشان تو ظاہر ہو گیا ہے ہمیں اس کی تلاش کرنی چاہئے۔ آپ نے سودا سلف لانے کے لئے جہلم جانے والے بعض احباب سے کہا کہ وہ حضرت مولوی برہان الدین صاحب سے ملاقات کریں اور اس بارہ میں پوچھیں۔ اسی دوران آپ نے رؤیا دیکھی کہ کسی نے آپ کو تین کتب پڑھنے کے لئے دی ہیں۔ پہلی کتاب آپ نے کھولی تو اس میں گند بھرا ہوا تھا چنانچہ آپ نے وہ پھینک دی۔ دوسری دو کتب میں نور کے شعلے نکل رہے تھے۔ آپ کی خواب اس طرح پوری ہوئی کہ حضرت مولوی صاحبؓ نے جہلم سے آپ کو تین کتب بھجوائیں۔ پہلی کتاب حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی کی تردید سے متعلق تھی۔ اس میں حضور کے بارہ میں ایسی دلآزار تحریر تھی کہ آپ نے تھوڑا سا پڑھنے کے بعد اسے پڑھنا ترک کر دیا۔ دوسری دونوں کتب پڑھیں تو اُنہیں اپنی رؤیا کے عین مطابق پایا اور مزید تحقیقات کے لئے تین افراد کا وفد قادیان بھجوایا۔ اس وفد کے تینوں ارکان کچھ عرصہ بعد قادیان سے واپس لوٹے تو وہ قبول احمدیت کی سعادت حاصل کر چکے تھے۔ چنانچہ حضرت قاضی صاحبؓ نے پہلے تحریری اور کچھ عرصہ بعد قادیان پہنچ کر دستی بیعت کا شرف حاصل کر لیا۔

قادیان سے جب حضرت قاضی صاحبؓ واپس چار کوٹ آئے تو دعوت الی اللہ شروع کی۔ اس کے ساتھ ہی احمدیوں کی مخالفت بھی شروع ہو گئی اور احمدیوں کا بائیکاٹ کرنے کے علاوہ تکالیف پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی گئی۔ لیکن حضرت قاضی صاحبؓ کی قیادت میں جماعت نے نہ صرف چار کوٹ میں مزید ترقی کی بلکہ آپؓ کے ذریعہ رہتال، بڈھانوں اور کوٹلی کالابن کی جماعتیں بھی قائم ہو گئیں۔ آپ کے آٹھ بھائی اور ایک بہن تھی جو سب احمدیت کے نور سے منور ہوئے۔

حضرت قاضی صاحبؓ کئی بار قادیان تشریف لے جاتے رہے۔ آپ نے چار کوٹ میں ہی وفات پائی اور وہاں کی احمدیہ مسجد کے صحن میں مدفون ہوئے۔ یہ مسجد آپؓ ہی نے بنوائی تھی۔

حضرت میاں جان محمد صاحبؓ

حضرت میاں جان محمد صاحبؓ کا ذکر خیر ماہنامہ ”مصباح“ اگست ۹۹ء میں آپؓ کے پوتے مکرم مظفر احمد شہزاد صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

حضرت میاں جان محمد صاحبؓ ۱۸۹۱ء میں ضلع گورداسپور کے گاؤں پھیرو چیچی میں پیدا ہوئے جو قادیان سے نو میل کے فاصلہ پر ہے۔ آپؓ کے گاؤں میں سب سے پہلے آپؓ کے خسر حضرت مولوی رحمت علی صاحبؓ نے بیعت کی جن کی دعوت الی اللہ کے نتیجہ میں آپؓ کے والد حضرت میاں غلام محمد صاحبؓ نے بھی ۱۹۰۵ء میں بیعت کرلی۔ آپؓ بھی اپنے والد کے ساتھ قادیان گئے۔ آپؓ کو کئی بار حضور علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت مصلح موعودؓ لڑکپن میں آپؓ کے گاؤں آیا کرتے اور آپؓ اور آپکے بعض دوستوں کے ساتھ شکار کھیلا کرتے تھے۔

حضرت میاں صاحبؓ اپنی وفات سے ایک سال پہلے تک ظہر، عصر اور مغرب کی نمازیں مسجد میں جا کر ادا کرتے رہے۔ آپؓ اپنے بچوں سے فرمایا کرتے تھے کہ جو نماز نہیں پڑھے گا اسے کھانا نہیں ملے گا۔ بعض اوقات نماز میں سستی پر ناراض بھی ہو جاتے۔ ایک بار میں آپؓ کو کھانا دینے آپؓ کے کمرہ میں گیا تو آپؓ نے فرمایا واپس جاؤ اور پھر آؤ۔ خاکسار نے ایسا ہی کیا لیکن دو تین دفعہ آپؓ نے مجھے یہ فرمایا تو یاد آیا کہ میں نے کمرے میں داخل ہوتے وقت ”السلام علیکم“ نہیں کہا تھا۔

آپؓ قرآن کریم کی باقاعدہ تلاوت کیا کرتے تھے۔ اکثر مجھ سے فرمایا کرتے کہ قرآن پاک کھول لو، میں زبانی کوئی سورۃ پڑھتا جاتا ہوں، جہاں غلطی ہو مجھے بتا دینا۔ لیکن بفضل خدا اُن کی کوئی غلطی نہ ہوتی۔ آخری عمر تک آپؓ کے حافظہ پر رشک آتا تھا...... محمود آباد (سندھ) سے جب بھی مجلس مشاورت پر ربوہ آتے تو باوجود ضعیف العمری کے فرماتے: ”میں کوئی بڈھا واں“ (یعنی میں کوئی بوڑھا ہوں)۔ واقفین نو بچوں کی ایک بڑی تعداد نے آپؓ کے ذریعہ تابعین میں شمولیت کا شرف حاصل کیا۔

آپؓ کی وفات ۶ر ستمبر ۱۹۹۸ء کی سہ پہر ہوئی۔ جنازہ ربوہ لایا گیا جہاں ۸ر ستمبر کو بہشتی مقبرہ قطعہ صحابہؓ میں تدفین عمل میں آئی۔

حضرت حکیم مولوی قطب الدین بدوملہویؓ

ماہنامہ ”انصاراللہ“ ستمبر ۹۹ء میں حضرت حکیم مولوی قطب الدین صاحب بدوملہویؓ کا تفصیلی ذکر خیر مکرم احمد طاہر مرزا صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

بدوملہی ضلع نارووال (سابق ضلع سیالکوٹ) کے علاقہ میں سب سے پہلے حضرت حکیم مولوی قطب الدین صاحبؓ نے وسط ۱۸۹۱ء میں بیعت کی اور ۱۸۹۲ء میں آپؓ بمعہ اہل خانہ ہجرت کر کے قادیان تشریف لے گئے۔ آپؓ کے والد مولوی غلام حسین صاحب سکنہ چدھڑ ضلع گوجرانوالہ، عربی و فارسی کے زبردست عالم تھے۔ انہوں نے عربی و فارسی میں کئی کتب تفسیر وغیرہ قلمی لکھی تھیں۔ وہ ایک عالم باعمل تھے اور اُن کا شغل ایک حجرہ میں بیٹھ کر دینی کتب کے مطالعہ میں مصروف رہنا تھا۔ ہزاروں افراد اُن کے مرید تھے۔ حضرت حکیم صاحبؓ نے قرآن کریم ناظرہ اور باترجمہ اپنے والد صاحب سے پڑھا اور کچھ فارسی کتب پڑھنے کے بعد گجرات، جہلم اور لکھوکی سے صرف و نحو، عربی اور منطق کی تعلیم حاصل کی۔ پھر لدھیانہ جاکر مزید علم حاصل کیا۔ انہی دنوں سر سید احمد خان لدھیانہ آئے تو لوگوں نے اُن کا بہت استقبال کیا اور کئی سو روپیہ اکٹھا کر کے اُنہیں دیا۔ اس کے بعد میر عباس علی صاحب لدھیانوی نے حضرت مسیح موعود کو لدھیانہ آنے کی دعوت دی تو حضور نے جواباً فرمایا: ”میں نے ایک رؤیا دیکھا ہے کہ میں ایک شہر میں گیا ہوں تاکہ وہاں کے لوگوں کی اصلاح کروں تو انہوں نے مجھ میں ایک ایسی بات دیکھی جو اُن کو ناگوار گزری اور انہوں نے میری مخالفت کی اس لئے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ وہ شہر ہو......“۔ اس پر میر صاحب نے لکھا کہ ہو سکتا ہے وہ کوئی اَور شہر ہو۔ چنانچہ حضور نے آنے کی تاریخ مقرر فرما دی۔

حضرت حکیم صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ میر عباس علی صاحب ہمیں پہلے ہی بتا چکے تھے کہ حضور اس زمانہ کے مجدد ہیں۔ وہ اپنی خط و کتابت بھی ہمیں دکھاتے رہے۔ مقررہ تاریخ پر میں بھی اپنے استاد صاحب کے ہمراہ اسٹیشن پر گیا۔ تقریباً پچاس آدمی استقبال کے لئے موجود تھے۔ حضور کا چہرہ مبارک دیکھتے ہی میری آنکھیں پُر نم ہو گئیں اور میری طبیعت نے پلٹا کھایا۔ حضور گھوڑا گاڑی میں بیٹھ کر محلّہ نواں پنڈ تشریف لے گئے جہاں حضور کا قیام تھا۔ حضور کی آمد کی خبر سن کر لوگ جوق در جوق آنے لگے اور سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اُس وقت ابھی بیعت کا سلسلہ شروع نہ ہوا تھا۔

پھر میں مزید تحصیل علم کے لئے امرتسر چلا گیا جہاں سے ہر جمعہ کے روز قادیان چلا جاتا۔ حضور کے لئے سیب یا انار یا کچھ مصری بطور ہدیہ لے جاتا جسے حضور نہایت خوشی سے قبول فرماتے۔ میری طب پڑھنے کی خواہش پر حضور نے مجھے حکیم محمد شریف صاحب آف امرتسر صاحب کے پاس اپنی سفارش کے ساتھ بھیجا چنانچہ اگرچہ حکیم صاحب نے پڑھانا چھوڑ دیا تھا لیکن کہنے لگے کہ آپ میرے ایک ایسے دوست کی سفارش لائے ہیں جسے میں ردّ نہیں کر سکتا۔ کچھ عرصہ بعد حکیم صاحب نے مجھے لاہور طبیہ کالج بھجوا دیا۔

طب کی تعلیم سے فارغ ہو کر میں نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر گزشتہ اولیاء کے مقدس مقامات دیکھنے کی اجازت لی اور میرٹھ، دہلی، جے پور، اجمیر، جودھپور، سکندر آباد اور کئی مقامات سے ہوتا ہوا اور تبلیغ کرتا ہوا تقریباً ایک سال بعد واپس آیا اور حضور کو سارے حالات سنائے۔

بیعت کے آغاز کے بعد گو میں بدستور معتقد رہا اور مخالفانہ باتوں کا مجھ پر اثر نہ ہوا لیکن بیعت سے رکا رہا کہ اتنا بڑا دعویٰ بھی ہو اور پھر اپنے اندر وہ بات نہ پاؤں جو اہل اللہ کی صحبت میں سنی جاتی ہے تو پھر مجھے کیا فائدہ!۔ پھر حضور کے ارشاد پر ایک عرصہ حضور کے پاس قیام کیا اور جب بیعت کی درخواست کی تو آپ نے پوچھا کہ کیا آپ کا اطمینان ہو گیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ حضور کی صداقت کے متعلق تو مجھے کبھی بھی شک نہیں ہوا، ہاں ایک خلش تھی سو وہ بھی بڑی حد تک خدا نے دور فرما دی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ بیعت کے بعد انسان کو پختہ ہو جانا چاہئے کیونکہ بیعت سے پھرنے والے پر گرفت ہوتی ہے۔ اس فرمان سے میرے اندر استقلال پیدا ہو گیا اور پھر کبھی تردد پیدا نہ ہوا۔ ۱۸۹۲ء کے سالانہ جلسہ پر حضور نے ۳۱۳ر اصحاب کی فہرست میں میرا نام بھی شامل فرمایا۔

آپؓ کا نام مذکورہ فہرست میں ۲۷ر نمبر پر ہے جبکہ ”انجام آتھم“ میں چھٹے اور ”آئینہ کمالات اسلام“ میں ۲۶ر ویں نمبر پر درج ہے۔ آپؓ کی تبلیغ سے آپکے بھائی نے بیعت کرلی لیکن والد صاحب نے نہ کی۔ اگرچہ انہوں نے مخالفت نہیں کی بلکہ ایک دفعہ حضور کی خدمت میں عربی میں ایک خط لکھا جسے سن کر حضور نے فرمایا اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ۔

ہجرت کر کے قادیان چلے آنے کے بعد آپؓ نے کچھ عرصہ حضور کے مکان کے ایک کمرہ میں قیام کیا اور طب شروع کر دی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ سے شرف تلمذ بھی حاصل ہوا اور اُن کے معاون کے طور پر اُن کے مطب میں بھی کام کیا۔ اگر کوئی مہمان بیمار ہو جاتا تو آپؓ اس کی خدمت اور تیمارداری کرتے۔ مدرسہ احمدیہ میں عربی کی تعلیم بھی دیتے رہے۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ اور صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحبؓ کی بیماری میں بھی خدمت کی توفیق پائی۔ حضور کے ارشاد پر آپؓ چھ ماہ بغرض تبلیغ لاہور میں مقیم رہے۔ نیز حضور کے ارشاد پر دیگر کئی شہروں میں بھی متعدد دفعہ بغرض تبلیغ بھجوائے گئے۔ ایک بار حضور نے کچھ احمدیوں کو تحقیق کی غرض سے نصیبین جاکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب سے بچنے کے آثار معلوم کرنے کی تحریک فرمائی تو آپؓ نے بھی اس تحریک پر لبیک کہا۔ حضور نے نام پیش کرنے والے تین احباب کو پچاس پچاس روپے تیاری کے لئے عطا فرمائے مگر پھر کسی وجہ سے یہ تجویز رہ گئی۔ آپؓ کو چونکہ مطالعہ کا بھی شوق تھا اس لئے کئی حوالے مختلف کتب سے نکال کر حضور کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے جس پر حضور بہت خوشی کا اظہار بھی فرماتے۔

اکتوبر ۱۹۴۷ء میں حضرت حکیم صاحبؓ قادیان سے ہجرت کر کے راولپنڈی آکر آباد ہو گئے اور ۲۰ر اکتوبر ۱۹۴۸ء کو وفات پائی۔

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule for Transmission

14/08/2000 – 20/08/2000

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time.
For more information please phone on +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Monday 14th August 2000

00.05 Tilawat, News
00.35 Children's Corner: No. 82, First Part With Hadhrat Khalifatul Masih IV ®
01.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.407 ® With Hadhrat Khalifatul Masih IV
02.15 MTA USA: Highlights of Jalsa Salana 2000 Speeches and Interviews
03.15 Urdu Class: Lesson No.397 ® With Hadhrat Khalifatul Masih IV
04.15 Dars Malfoozat
04.30 Learning Chinese: Lesson No.178 ® With Usman Chou Sahib
04.55 Mulaqat with Young Lajna and Nasirat Rec: 06.08.00
06.05 Tilawat, News
06.40 Children's Corner: Kudak No.38 Produced by MTA Pakistan
07.10 Dars ul Quran No. 18 (1996) Recorded at Fazl Mosque, London
08.45 Liqa Ma'al Arab: Session No.407 With Hadhrat Khalifatul Masih IV ®
09.45 Urdu Class: Lesson No.397 ®
10.55 Indonesian Service: Friday Sermon with Indonesian Translation
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Norwegian: Lesson No.74 Produced by MTA Norway
13.05 Rencontre Avec Les Francophones Mulaqat: Rec:07.08.00
14.10 Bengali Service: Various Items
15.10 Homeopathy Class: Lesson No.144 With Hadhrat Khalifatul Masih IV
16.15 Children's Class: Lesson No.82, Final Part Recorded in London
16.55 German Service: Various Programmes
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.25 Urdu Class: Lesson No. 398
19.20 Liqa Ma'al Arab: Session No.408
20.20 Turkish Programme: Discussion Hosted by Dr Abdul Ghaffar Sahib
20.55 Rencontre Avec Les Francophones Mulaqat: Rec.07.08.00 ®
21.55 Islamic Teachings: Prog.No.12/Final Part Host: Ch. Zafrullah Khan Sahib
22.20 Homeopathy Class: Lesson No.144 ®
23.30 Learning Norwegian: Lesson No.74 ®

Tuesday 15th August 2000

00.05 Tilawat, News
00.30 Children's Corner: Lesson No.82, Final Pt®
01.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.408 ®
02.15 MTA Sports: Kabadi Semi-Final Produced by MTA Pakistan
03.00 Urdu Class: Lesson No.398 ®
04.25 Learning Norwegian: Lesson No.74 ®
04.55 Rencontre Avec Les Francophones Rec.07.08.00®
06.05 Tilawat, News
06.35 Children's Class: Lesson No.82, Part 2 ®
07.05 Pushto Programme: F/S Rec.10.12.99 With Pushto Translation
08.00 Pushto Programme: Roshni Ka Safr
08.35 Islamic Teachings: No.12, Part 2 ®
09.00 Liqa Ma'al Arab: Session No.408 ®
09.55 Urdu Class: Lesson No.398 ®
11.00 Indonesian Service: Various Programmes
12.05 Tilawat, News
12.40 Le Francais C'est Facile: Lesson No.2
13.05 Bengali Mulaqat: With Huzoor and guests Rec:08.08.00
14.05 Bengali Service: Various Items
15.05 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.116
16.05 Le Francais C'est Facile: Lesson No.2 ®
16.35 Children's Corner: Quran Pronunciation Class, Lesson No.2
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat, Darsul Hadith
18.25 Urdu Class: Lesson No.400
19.30 Liqa Ma'al Arab: Session No.409
20.30 MTA Norway: 'Jesus in India' – Part 8 Produced by MTA Norway
21.00 Bengali Mulaqat: Rec:08.08.00 ®
22.05 Hamari Kaenat : Part 55 Seasons in the hemispheres
22.30 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.116 ®
23.35 Le Francais C'est Facile: Lesson No.2 ®

Wednesday 16th August 2000

00.05 ~~Tilawat, News~~
00.40 Children's Corner: Quran Pronunciation ®
01.00 Liqa Ma'al Arab: Session No.409 ®
02.00 Bengali Mulaqat: Rec.08.08.00 ®
03.05 Urdu Class: Lesson No.402 ®
04.20 Le Francais C'est Facile: Lesson No.2 ®
04.50 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.116 ®
06.05 Tilawat, News
06.40 Children's Corner: Quran Class ®
07.00 Swahili Programme:Seerat un Nabi (saw)
08.00 Hamari Kaenat: No.55 ®
08.45 Liqa Ma'al Arab: Session No.409 ®
09.45 Urdu Class: Lesson No.400 ®
10.55 Indonesian Service: Various Items
12.05 Tilawat, News
12.35 Urdu Asbaaq Lesson No.9
13.05 Atfal Mulaqa: Rec:09.08.00 With Hadhrat Khalifatul Masih IV
14.05 Bengali Service: Various Items
15.10 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.117
16.15 Urdu Asbaaq: Lesson No.9 ®
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat, A Page From The History Of Ahmadiyyat
18.20 Urdu Class: Lesson No.401 With Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.35 Liqaa Ma'al Arab: Session No.410 With Arabic speaking guests
20.30 MTA France: Problems Des Temps Modernes, No.8
21.05 Atfal Mulaqat: Rec.09.08.00®
22.05 Lajna Magazine: Perahan Sterling Collage
22.25 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.117 ®
23.25 Urdu Asbaaq: Lesson No.9 ®

Thursday 17th August 2000

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Corner: Guldasta ®
01.05 Liqaa Ma'al Arab: Session No.410 ®
02.05 Atfal Mulaqat: Rec.09.08.00 ®
03.05 Urdu Class: Lesson No.401 ®
04.25 Urdu Asbaq: Lesson No.9 ®
04.55 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.117 ®
06.05 Tilawat, News
06.35 Children's Corner: Guldasta ®
07.05 Sindhi Programme: F/S Rec.12.02.99
08.10 Majna Magazine: Perhan ®
08.45 Liqaa Ma'al Arab: Session No.410 ®
09.45 Urdu Class: Lesson No.401 ®
10.55 Indonesian Service: Various Items
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Arabic: Lesson No.54 ®
12.55 Liqaa Ma'al Arab(new): Rec.10.08.00
14.00 Bengali Service: F/Sermon Rec: 29.04.94 With Bangali Translation
15.05 Homeopathy Class: Lesson No.145 With Hadhrat Khalifatul Masih IV
16.05 Children's Corner: Quran Pronunciation
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat, Dars-e- Malfoozat
18.30 Urdu Class: Lesson No.402
19.35 Liqaan Ma'al Arab(new): Rec.10.08.00 ®
20.45 MTA Lifestyle: Al Maidah Presentation of MTA Pakistan
21.00 Tabarukaat: Speech by Maulana Abul-Ata Jalandhari Sahib. J/S 1961
21.50 Quiz History Of Ahmadiyyat No.51 Host: Faheem Ahmad Khadim Sahib
22.35 Homeopathy Class: Lesson No.145 ®
23.40 Learning Arabic: Lesson No.54 ®

Friday 18th July 2000

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Corner: Quran Pronunciation ®
01.00 Liqaa Ma'al Arab: Rec.10.08.00 ®
02.15 Tabarukaat: Speech Jalsa Salana 1961 ®
03.00 Urdu Class: Lesson No.402 ®
04.20 MTA Lifestyle: Al Maidah ®
04.30 Learning Arabic: Lesson No.54 ®
04.50 Homeopathy Class: Lesson No.145 ®
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.45 Children's Corner: Quran Pronunciation ®
07.10 Quiz; History of Ahmadiyyat No.51 ®
07.50 Saraiky Programme: F/S Rec.29.10.99 With Siraiky Translation
08.35 Liqa Ma'al Arab: Rec.10.08.00 ®
09.40 Urdu Class: Lesson No.402 ®
10.55 Indonesian Service: Tilawat, Malfoozat,....
11.30 Bengali Service: Various items
12.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.50 Nazm, Darood Shareef
13.00 Friday Sermon: LIVE from London
14.00 Documentary: Rose Exhibition
14.25 Majlis -e –Irfan : Rec.11.08.00 With Hadhrat Khalifatul Masih IV
15.30 Friday Sermon: ®
16.30 Children's Corner: Class No.26, Part 1 Produced by MTA Canada
17.00 German Service: Various Items
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.30 Urdu Class: Lesson No.403
19.45 Liqa Ma'al Arab: Session No.411
20.45 MTA Belgium: Jalsa Salana 1998 Huzoor's address to ladies, Rec:02.05.98
21.25 Documentary: Rose Exhibition ®
21.45 Friday Sermon : ®
22.50 Majlis -e –Irfan : Rec.11.08.00 ®

Saturday 19th August 2000

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Corner: Class No.26, Part 1 ® Produced by MTA Canada Hosted by Naseem Mehdi Sahib
01.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.411 ®
02.05 Friday Sermon: ®
03.20 Urdu Class: Lesson No.403 ®
04.25 Computers for Everyone: Part 61
04.55 Majlis -e –Irfan : Rec.11.08.00 ®
06.05 Tilawat, News
06.35 Children's Corner: Class No.26, Part 1 ® Produced by MTA Canada
07.20 MTA Mauritius:Jalsa Salana Rodrigues
07.55 Documentary: Rose Exhibition ®
08.50 Liqa Ma'al Arab: Session No.411 ®
09.40 Urdu Class: Lesson No.403 ®
10.55 Indonesian Service: Various Items
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Danish: Lesson No.38
13.10 German Mulaqat(new): Rec:12.08.00
14.10 Bengali Service: Various Items
15.10 Quiz: Khutabat-e-Imam
15.45 MTA Variety: Entertainment Programme Produced by MTA Pakistan
16.00 Children's Class: With Huzoor Rec:19.08.00
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat,
18.20 Urdu Class: Lesson No.404
19.45 Liqa Ma'al Arab: Session No.412
21.00 Arabic Programme: Various Items
21.30 Children's Class: 19.08.00 ®
22.30 MTA Variety: Entertainment Programme®
23.00 German Mulaqat: Rec.12.08.00 ®

Sunday 20th August 2000

00.05 Tilawat, News
00.40 Quiz Khutabat e Imam
01.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.412 ®
02.10 Canadian Horizons: Children's Class
03.05 Urdu Class: Lesson No.404 ®
04.35 Learning Danish: Lesson No.38 ®
04.55 Children's Class: With Hazoor Rec.19.08.00 ®
06.05 Tilawat, News, Preview
06.50 Quiz Khutbat-e-Imam
07.10 German Mulaqat: ®
08.10 MTA Variety:Entertainment programme
08.25 Liqa Ma'al Arab: Session No.412 ®
09.30 Urdu Class: Lesson No.404 ®
11.00 Indonesian Service: Various Programmes
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Chinese: Lesson No.179 With Usman Chou Sahib
13.05 Mulaqat: Young Lajna: Rec.12.08.00
14.05 Bengali Service: Various Programmes
15.10 Friday Sermon: Rec.17.08.00
16.15 Childrens' Class: With Huzoor
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat,
18.15 Urdu Class: Lesson No.405
19.25 Liqa Ma'al Arab: Session No.413
20.30 Albanian Item: Q/A with Huzoor

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8870 8517
Fax: (020) 8875 0249

Vol. 7 | Friday, August 11, 2000 | Issue No. 32

لجنہ اماء اللہ کینیڈا کا مینا بازار

ایک لاکھ بارہ ہزار تین سو اکیاسی ڈالر جمع ہوئے جو مسجد فنڈ میں دے دئے گئے

(رپورٹ: طاہرہ ہادی - ٹورانٹو)

بیت الاسلام ٹورانٹو کے وسیع و عریض احاطہ میں ۱۸ر جون ۲۰۰۰ء کو سال رواں کے مینابازار کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ تلاوت کے بعد محترمہ امتہ الرفیق طاہرہ صاحبہ، صدر لجنہ اماء اللہ کینیڈا نے مختصر خطاب کیا اور کہا کہ لجنہ اماء اللہ کینیڈا گزشتہ بیس سال سے مینا بازار منعقد کر رہی ہے۔ ان مینابازار سے جو بھی رقم وصول کی جاتی ہے وہ سب کی سب کینیڈا کے مسجد فنڈ میں دی جاتی رہی ہے۔ لجنہ اماء اللہ کینیڈا کے مینابازار کو کامیاب بنانے کے لئے سارا سال محنت اور کوشش کی جاتی ہے۔ اجتماعی دعا کے بعد مینابازار کا آغاز ہوا۔

محترمہ امتہ الرفیق طاہرہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ، محترمہ امتہ الکریم خلیفہ صاحبہ سیکرٹری مینابازار اور محترمہ عائشہ ملک صاحبہ نے ہر سٹال کا جائزہ لیا اور ہر حلقہ کی سیکرٹری مینابازار سے دریافت کیا کہ انہوں نے مینابازار کو کامیاب بنانے کے لئے سارا سال کیا کام کیا۔ کیونکہ لجنہ اپنے حلقوں میں مینابازار منعقد کرتی ہیں اور اپنی آمدنی کو بڑھانے کے لئے سارا سال لجنات کوشش کرتی ہیں۔ بعض اپنے حلقوں میں مینابازار سے جمع کی ہوئی رقوم سے اپنے وطن جانے والوں کے ذریعہ چیزیں منگوالیتی ہیں کیونکہ پاکستان میں اچھے، اعلیٰ اور جدید فیشن کے ریڈی میڈ سوٹ سستے داموں مل جاتے ہیں۔ اور جدید طرز کے خوبصورت مصنوعی زیورات بھی سستے مل جاتے ہیں اور جو بہنیں اچھی سلائی کڑھائی کرنا جانتی ہیں وہ سلائی کڑھائی سے جو آمدنی حاصل ہوتی ہے وہ مینابازار میں دے دیتی ہیں۔

مینابازار کے مختلف سٹالز

ہر حلقہ کے دو اسٹال تھے۔ ایک دستکاری و مصنوعات کا اور دوسرا کھانے پینے کی اشیاء کا تھا۔ سارا دن بہنیں بچیاں اور بچے خرید و فروخت کرتے رہے اور مزے مزے کی چٹ پٹی چیزوں سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ مینا بازار میں دستکاری و مصنوعات اور کھانے پینے کے مقابلہ جات بھی ہوئے۔

مقابلہ جات کا اعلان

محترمہ صدر صاحبہ نے منتظمین کے فیصلہ کے مطابق نتائج کا اعلان کیا اور انعامات تقسیم کئے۔ ناصرات کے لئے تین معیار تھے جن کے مطابق انہوں نے پنسل ہولڈر، میز پوش اور سکارف بنایا۔ ینگ لجنہ کے دو گروپ تھے۔ ایک نے تولیہ کو سجایا اور دوسرے نے سوجی کا حلوا بنایا۔ لجنہ کے بھی دو گروپ تھے۔ ایک نے باتھ روم کا سیٹ بنایا تو دوسرے نے گڑ کے لذیذ چاول بنائے۔

تقسیم انعامات

اس موقع پر محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ کینیڈا نے کہا کہ کینیڈا میں جب سب سے پہلے مینابازار منعقد ہوا تھا تو صرف ایک حلقہ تھا اور پہلے مینابازار کی کل آمدنی ایک ہزار ڈالر تھی اور اس دفعہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک لاکھ بارہ ہزار تین سو اکیاسی ڈالرز (112,381.00) کی آمدنی ہوئی۔

آپ نے سب بہنوں کی کوششوں کو سراہا اور ان کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ یہ پہلا موقع ہے کہ دو نئے حلقے مینابازار میں شامل ہوئے اور ویسٹرن کینیڈا کے حلقوں میں سے لجنہ اماء اللہ سسکاٹون نے حصہ لیا۔ اجتماعی دعا کے بعد خوب چہل پہل، گہما گہمی، خوشیوں اور مسرتوں کے ساتھ سال رواں کا بارونق مینابازار اختتام پذیر ہوا۔

بقیہ: تزلزل در ایوان کسریٰ افتاد از صفحہ ۴

کمزور ملک تھا۔ غیر جانبدار رہنے کا اعلان کیا مگر ایران کے عوام کی ہمدردیاں جرمنی کی اتحادی سلطنت عثمانیہ کے ساتھ تھیں۔ جبکہ ایران کی حکومت عملاً روس اور اس کے اتحادی برطانیہ کے چنگل میں تھی۔ روس جس وزیر اعظم کو ناپسند کرتا اسے ہٹنے پر مجبور کر دیا جاتا۔ پہلی جنگ عظیم ختم ہوئی تو ایران پہلے سے زیادہ کمزور ہو چکا تھا۔

رضاشاہ پہلوی کا دور

بالآخر ۱۹۲۱ء میں فوج کے ایک کرنل رضا خان نے حکومت پر قبضہ کر لیا۔ شروع کے سالوں میں رسماً تخت پر نہیں بیٹھے مگر پھر ۱۹۲۶ء میں رضا خان پہلوی خاندان کے پہلے بادشاہ کے طور پر تخت نشین ہوئے اور یوں قاچار خاندان کی بادشاہت کا دور ختم ہو گیا۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام "تزلزل در ایوان کسریٰ فتاد" کے بعد ایران کے جس بادشاہ کی تاجپوشی ہوئی اسے آخر کار تاج و تخت سے محروم ہو کر جلاوطنی میں زندگی کے بقیہ ایام گزارنے پڑے۔ پہلے محمد علی مرزا اور سلطان احمد مرزا بالترتیب تاج و تخت سے محروم ہو کر جلاوطن ہوئے۔ پھر پہلوی خاندان کا دور شروع ہوا۔ پہلی جنگ عظیم سے پیدا ہونے والے حالات نے رضاشاہ کو تخت پر بٹھایا اور دوسری جنگ عظیم کے نتیجے میں رضاشاہ کو بادشاہت چھوڑنی پڑی اور ان کا انتقال افریقہ میں ہوا۔ اس کے بعد محمد رضاشاہ بادشاہ بنے اور ۱۹۷۹ء کے انقلاب نے ان کو تاج و تخت سے محروم کر دیا اور ان کا انتقال مصر میں ہوا۔ اس کے بعد ایران میں بادشاہت کا دور ختم ہو گیا۔

تقریباً اڑھائی ہزار سال قبل خورس جیسے نیک بادشاہ نے ایران کی سلطنت کی بنیاد رکھی تھی۔ ایک ایسا بادشاہ کہ بسا اوقات شہر کے لوگ اس کی افواج کے لئے اپنے دروازے خود کھول دیتے تھے۔ اس بادشاہ کو ذوالقرنین بھی کہا گیا ہے۔ جب ایک ذوالقرنین کی قائم کردہ سلطنت کے خاتمے کا وقت قریب آیا تو اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے ذوالقرنین کے ذریعہ دنیا کو تزلزل کی خبر دی تاکہ یہ تبدیلی بھی اللہ تعالیٰ کے مامور کی صداقت کا نشان بنے۔

بقیہ: پاکستان کی فوجی حکومت کے حالیہ اقدامات پر ادیبوں اور دانشوروں کے تبصرے از صفحہ نمبر ۸

نے تو صرف سیکولر سوسائٹی بنانے کا عندیہ دیا تھا اور یہ کہ سیکولر سٹیٹ بنانے کی بات نہیں کی تھی۔

ہم سمجھتے ہیں کہ **وزیر داخلہ کو بہادری سے مولوی صاحبان کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ پاکستان کو سیکولر سٹیٹ بنانے کا عندیہ خود قائداعظم نے دیا تھا۔** قومی اسمبلی میں اپنی تقریر کے دوران انہوں نے کہا کہ پاکستان ایک سیکولر سٹیٹ ہو گی۔ اس کے بعد اس مسئلے پر مزید بحث کی کوئی گنجائش نہیں۔ **قائد اعظم کے فرمان میں ترمیم کرنے والے وہی لوگ ہیں جو پاکستان بننے سے قبل اس کے قیام کی مخالفت کرتے رہے۔ سیکولر سٹیٹ کا مطلب لادینی ریاست نہیں بلکہ اس کا مطلب ایک ایسی ریاست ہے جو تمام مذاہب کے لوگوں کو برابری اورانصاف کی رو سے دیکھے اور اس کے روبرو تمام شہری بلحاظ فقہ اور مذہب برابر ہوں۔** جب سے پاکستان کو مذہبی ریاست بنانے کا سلسلہ ضیاء الحق نے شروع کیا ہمارے ملک میں سپاہِ صحابہ اور سپاہِ محمدؐ تشکیل پا گئیں۔ مساجد کے باہر پہرے لگ گئے۔ بیرون ملک مذاق اڑایا جانے لگا کہ کوئی مسلمان پولیس یا فوج کے گن مینوں کی حفاظت کے بغیر پاکستان میں نماز بھی ادا نہیں کر سکتا۔ صرف ایک سیکولر پاکستان ہی پاکستانیوں کو فرقہ وارانہ جنگوں سے بچا سکتا ہے"۔

(روزنامہ خبریں اسلام آباد ۲۲ر جون ۲۰۰۰ء)

☆......☆......☆

(۵) :رگبی (Rugby) کے سابق میئر کونسلر جیمز شیرا نے قومی سلامتی کونسل کے رکن ڈاکٹر محمود غازی کے جداگانہ انتخابات کے بارہ میں مؤقف کو ہدف تنقید بنایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت نے جب سات نکاتی ایجنڈے کا اعلان کیا تھا تو صوبوں اور اقلیتوں کے ساتھ ناانصافی ختم کرنے کا اعلان کر کے توقعات بڑھا دی تھیں لیکن اب وہ اپنے دعووں سے منحرف ہو رہی ہے۔

جنرل پرویز مشرف نے کہا تھا کہ وہ قائد اعظم کا پاکستان قائم کریں گے۔ لیکن آج مولوی کہہ رہے ہیں کہ پاکستان میں اقلیتوں کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ انہوں نے محمود غازی کے بیان پر دکھ کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حکومت جمہوریت لانا چاہتی ہے یا ڈکٹیٹر شپ، یہ واضح نہیں ہو رہا کیونکہ بطور عیسائی اگر وہ مسلمان کو ووٹ نہیں دے سکتے تو جمہوریت نہیں ہو گی۔

جیمز شیرا نے کہا کہ اقلیتوں کو معاشرے سے الگ کیا جا رہا ہے۔ کل کو ان کی الگ بستیاں بنائی جائیں گی............ انہوں نے جنرل پرویز مشرف سے اپیل کی کہ وہ توہین مذہب کے قانون کو ختم کرے اور مذہبی جماعتوں پر نظر رکھے کیونکہ وہ ملک کو تقسیم کر رہی ہیں۔

(روزنامہ جنگ لندن ۲ر جون ۲۰۰۰ء)

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے جملہ اسیران راہ مولا کی جلد اور باعزت رہائی کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ! انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔